رجسٹرڈ ایل نمبر

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیاں بینی | روا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

ہندستان کی قیمت سالانہ صہ
... سے عنا
... سے باہر کے
کم آمدنی والے
لوگوں سے ۱۲

نمبر ۲۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ | جلد

احمدی انجمنوں کا قیام

۱۰ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء کے الحکم میں احمدی انجمنوں کے وہ قواعد درج کئے جاچکے ہیں جو صدر انجمن احمدیہ کی مجلس ناظمہ نے تجویز کئے ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ضرورتوں اور اس کے اغراض و مقاصد کی تکمیل اور اشاعت کے لئے جن جن اسباب کا تعلق ہے انہیں سے احمدی انجمنوں کا قیام ایک لاینفک جزو ہے۔ احمدی انجمنوں کا قیام قوم کے لئے کسقدر مفید اور مبارک ہوگا۔ تجربہ خود بتادیگا۔ میں اسوقت ان قواعد کے موافق باقاعدہ انجمنوں کی قیام کے لئے ان احباب کو خصوصیت سے متوجہ کرتا ہوں جو اپنے حلقہ اور مقام پر ایک مستعد اور سرگرم احمدی تسلیم کئے جاتے ہیں یہ کام ایک دن میں ہونیکا نہیں اس کے لئے بہت کچھ وقت اور محنت کی حاجت ہے۔ لیکن اگر ابتدائی مشکلات کی پروا نکر کے انتھک کوشش سے کام لیا جاوے تو انشاء اللہ العزیز یہ مشکلات دور ہو جائینگی۔

ان قواعد کو پڑھکر جسقدر جلد ممکن ہو ان کے ماتحت احمدی انجمنوں کو قائم کرکے سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ کو اطلاع دینی چاہیئے۔

*

ضلع گورداسپور میں میرا دورہ

میں مدرسہ کی ضروریات کے لئے چندہ اور احمدی انجمنوں کے قیام کی خاطر ضلع گورداسپور کے چند گاؤں میں ابھی تک جاسکا ہوں۔ کل ضلع میں دورہ ختم کرنے کے بعد میں انشاء اللہ مفصل رپورٹ شائع کرونگا۔ میں مسلسل دورہ نہیں کرسکتا اسکی وجہ ظاہر ہے کہ قادیاں میں اپنے متعلقہ امور کا سرانجام بھی ضروری ہے۔ اس لئے کچھ وقت نکال کر باہر جاتا ہوں۔

*

کوئی سعادت مند حصہ لے گا

میاں محمد حسن ایک مخلص اور دیندار احمدی آرائیں زمیندار ہے اور مہاجر قادیاں ہے وہ ایک خوش حیثیت نہری اراضی کا مالک ہے اور قادیاں کی اقامت کا جوش اور شوق اسے قادیاں لے آیا ہے جہاں کی اس نے مستقل رہائش اختیار کرلی ہے اور دفتر میگزین میں ہیڈ دفتری ہے اسکی پہلی بیوی فوت ہوچکی ہے اس میں سے ایک بچہ ہے جو دینیات کی تعلیم پاتا ہے محمد حسن حضرت اقدس کے ارشاد اور ہدایت کے بموجب نکاح کرنا چاہتا ہے اور حضرت ہی کے ارشاد اور تحریک سے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ جو بھائی میاں محمد حسن سے رشتہ کرنا چاہتے ہوں وہ اطلاع دیں یہ تعلق انشاء اللہ حضرت کی رضا کا موجب ہوگا۔ خط و کتابت معرفت ایڈیٹر الحکم قادیاں ہو۔

*

اعلان

ایک شخص مسمی فضل کریم ولد عبد الکریم ساکن شادیوال خورد۔ ضلع گجرات دفتر میگزین میں آکر ملازم ہوا تہا۔ اپنے آپ کو احمدی ظاہر کرتا تہا۔ ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء کو الہ دتا چپراسی دفتر میگزین کے مبلغ ۱۳ روپے جو اس کے پاس امانت تہے لیکر کہیں فرار ہوگیا ہے۔ اگر کسی صاحب کو اس کا پتہ ہو یا کہیں ملے تو فوراً دفتر میگزین۔ قادیاں۔ میں اطلاع دیں۔ اُس کا حلیہ حسب ذیل ہے قد درمیانہ۔ رنگ سفید۔ داڑہی چہوٹی کتری ہوئی۔ پیشانی اور بائیں ہاتھ پر

ایک نیا مسیح اور اسکی بلند پروازیاں

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے نام سے الحکم کے ناظرین بخوبی واقف ہیں ڈاکٹر عبدالحکیم خاں نے جیسا کہ سب کو معلوم ہے حضرت اقدس حجۃ اللہ علے الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ایک پیشگوئی کی تھی کہ تین سال کے اندر (خاک بلنش ان کے منہ میں) وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ اسپر حضرت مسیح موعود نے خدا سچے کا حامی ہو کے عنوان سے ایک اشتہار بھی شایع کر دیا۔ اس کے بعد عبدالحکیم مختلف طور پر اخبارات میں گالیوں سے بھرے ہوئے مضامین شایع کرتا رہا۔ ہمیں نے نیز نوٹس لینا ضروری نہیں سمجھا اسلئے کہ اب خداتعالیٰ خود فیصلہ کر دیگا عبدالحکیم خاں کی پیشگوئی سچے اور جھوٹے میں امتیاز کر کے دکھاوے گی۔ انکی تحریروں میں عبدالحکیم خاں نے اپنا ایک الہام انک لمن المرسلین بھی شایع کیا تھا اسپر پیسہ اخبار اور دوسرے اس کے ہمدرد اور ہم نوا اخباروں کو بتایا تھا کہ

عبدالحکیم خاں دعاوے رسالت کرتا ہے

مگر ان کو تو صرف سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کا شوق اور جوش ہے انہوں نے عبدالحکیم کی حمایت کی اور خود عبدالحکیم نے بھی انکار کیا کہ مجھے ادعائے رسالت نہیں مگر اب حال ہیں عبدالحکیم نے ایک خط قادیان میں حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نورالدین صاحب کے نام لکھا ہے جو ۱۹ جولائی سنہ ۹ء کا لکھا ہوا ہے چونکہ اس خط میں عبدالحکیم خاں نے اپنے الہامات لکھے ہیں اور مسیح ہونیکا دعویٰ کیا ہے اور وہ خط سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق رکھتا ہے اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ میں اسکو بجنسہ چھاپ دوں۔ ہاں ایک امر مجھے اور کہنا ہے وہ یہ ہے کہ الحکم مورخہ ۱۰ جون سنہ ۹ء کے صفحہ ۳ پر حضرت اقدس کیطرف سے ایک اعلان باردوم دیا گیا تھا۔ یہ خط اس کا بھی جواب ہے کیونکہ اس میں ڈاکٹر عبدالحکیم خاں نے اپنے طاعون سے محفوظ رہنے کا بھی الہام لکھا ہے اسلئے ضروری تھا کہ یہ خط شایع کیا جاتا امید ہے ڈاکٹر عبدالحکیم خاں نے اس خط کی متعدد نقلیں مختلف اخبارات میں بھی بھیجی ہونگی تاکہ جسوقت حق کی تائید میں کوئی نشان ظاہر ہو اس وقت پبلک کو فیصلہ کے لئے سہولت ہو۔ اور اسطرح ہم وہ تبلیغ حق کے فرض سے سبکدوش ہوں اس خط کے پڑھنے سے ناظرین کو صاف معلوم ہو جائیگا کہ کھلے کھلے الفاظ میں ڈاکٹر عبدالحکیم نے مسیح اور رسول ہونیکا دعویٰ کر دیا۔ اور آپ گویا رحمۃ للعالمین ہو کر آئے ہیں۔

یہ فیصلہ اب وہ مولویصاحبان کریں گے کہ عبدالحکیم خاں ان دعاوی کی بنا پر دائرہ اسلام میں ہے یا خارج از اسلام ہوا یا کیا ہا ہے مجھے اس بحث میں پڑنے کی حاجت نہیں خصوصاً مولوی ثناءاللہ اور مولوی ابوسعید محمد حسین۔۔۔ توجہ کریں گے مجھے صرف اس کے نئے دعویٰ کا اعلان مقصود ہے اور اب گویا ڈاکٹر عبدالحکیم خاں مسیح کے وجود بھی دنیا میں ظاہر ہوئے ہیں اور اس سے انکی تمام تحریروں کا ابطال ہو گیا جنمیں وہ کسی اور مسیح کے منتظر تھے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف مولویوں کو مبارکباد دینی چاہیئے کہ آخر کوئی مسیح تو انہیں بھی اٹھا۔ دیکھیں اب وہ اسکو قبول کرتے ہیں یا اسے بھی دائرہ اسلام سے باہر کافر اکفر اور کافر فرنگ سے بدتر قرار دیتے ہیں۔ ایک امر اور قابل ذکر ہے کہ چونکہ اعلان ع۲ کے متعلق بھی اس خط کا ایک حصہ ہے اسلئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ وہ مضمون پھر عام اذہان میں تازہ ہو جاوے اس کو ساتھ ہی درج کر دوں۔ پس پہلے میں اعلان ع۲ درج کرتا ہوں پھر ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کا تازہ خط

ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم۔

اعلان

بار دوم

(مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ)

افسوس کہ اس ملک کے اکثر لوگ جو مولوی کہلاتے یا ملہم ہونے کا دم مارتے ہیں جب خداتعالیٰ کا کلام ان کو سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ وہ افترا ہے انہیں لوگوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے میں نے کتاب حقیقۃ الوحی تالیف کی ہے کب تک یہ لوگ ایسا کریں گے۔ آخر ہر ایک فیصلہ کے لئے ایک دن ہے اور ہر ایک قضا و قدر کے نزول کے لئے ایک رات ہے اس وقت میں نمونہ کے طور پر خداتعالیٰ کا ایک کلام ان لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں اور بالخصوص اسجگہ مخاطب میرے مولوی ابوالوفا ثناءاللہ امرتسری اور مولوی عبدالجبار اور عبدالواحد اور عبدالحق غزنوی ثم امرتسری اور جعفر زٹلی لاہوری اور ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اسسٹنٹ سرجن تراوڑی ملازم ریاست پٹیالہ ہیں اور وہ کلام یہ ہے جو خداتعالےٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ وَاُحَافِظُکَ خَاصَّۃً۔ ترجمہ اس کا بموجب تفہیم الٰہی یہ ہے کہ میں ہر ایک شخص کو جو تیرے گھر کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا اور خاصکر تجھے۔ چنانچہ گیارہ برس سے اس پیشگوئی کی تصدیق ہو رہی ہے اور میں اس کلام کے منجانب اللہ ہونے پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خداتعالیٰ کی تمام کتب مقدسہ پر اور بالخصوص قرآن شریف پر۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے پس اگر کوئی شخص مذکورہ بالا اشخاص میں سے یا جو شخص ان کا ہمرنگ ہے یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ یہ انسان کا افترا ہے تو اسے لازم ہے کہ وہ قسم کھا کر ان الفاظ کے ساتھ بیان کرے کہ یہ انسان کا افترا ہے خدا کا کلام نہیں۔ ولعنۃ اللہ علے من کذب وحی اللہ۔ جیسا کہ میں بھی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ ولعنۃ اللہ علے من افتریٰ علے اللہ۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ خدا اس راہ سے کوئی فیصلہ کرے۔ اور یاد رہے کہ پھر کسی کلام میں

یہ الفاظ نہیں ہیں کہ ہر ایک شخص جو بیعت کرے گا طاعون سے محفوظ رہیگا بلکہ یہ ذکر ہے کہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ۔
پس کامل پیروی کرنیوالے اور ہر ایک ظلم سے بچنے والے جس کا علم محض خدا کو ہے۔ بچائے جائیں گے اور کمزور لوگ طاعون سے شہید ہوکر شہادت کا اجر پاویں گے اور طاعون ان کے لئے تمحیص اور تطہیر کا موجب ٹھیرے گی۔
اب میں دیکھوں گا کہ اس میری تحریر کے مقابل پر بعض مکذب کون قسم کھاتا ہے مگر یہ امر ضروری ہے کہ اگر ایسا مکذب اس کلام کو خدا کا کلام نہیں سمجھتا تو آپ ہی دعوے کرے کہ میں بھی طاعون سے محفوظ رہوں گا اور مجھے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا ہے تا دیکھے افترا کی کیا جزا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

الراقم

خاکسار میرزا غلام احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم + نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مولانا و مخدومنا مولوی نورالدین صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مجھکو خداوند عالم کی طرف سے ذاتی حفاظت کی نسبت الہامات ذیل ہوچکے ہیں:
(۱) "دنیا میں طاعون خواہ کیسی شدت سے پھیلے مگر تو طاعون سے ہلاک نہ ہوگا کیونکہ خداوند عالم مجھکو ایک نشان بنانا چاہتا ہے"
(۲) خداوند عالم ہے میرا محافظ
(۳) وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین
(۴) انک لمن المرسلین
(۵) ولمن خاف مقام ربہ جنتان
(۶) انا ارسلنٰک بالحق بشیرا ونذیرا ولا تسئل من اصحاب الجحیم۔
(۷) دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش ہوگا اور میں مسیح ہوں۔
(۸) یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ
مرزا کی نسبت ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا۔ "آج سے چودہ ماہ تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائیگا"
مولانا گالیاں نکالنا تو ملعون کا کام ہے۔ نہ کہ خدا کے مسیح اور رسول کا۔ خداوند عالم شاہد ہے کہ میں نے آجتک ایک بھی سخت لفظ مرزا یا مرزائیوں کی نسبت اپنی زبان یا قلم سے ظاہر نہیں کیا بلکہ وہی کہا اور وہی لکھا جو بار بار صفائی کے ساتھ خداوند تبارک وتعالیٰ کی طرف سے مجھے معلوم ہوا۔ دجال۔ کذاب۔ مسرف*۔ عیار۔ الٰہ خود۔ شیطان۔ شریر۔

---

*ف: اصل سے ایسا ہی نقل ہے۔ اصل لفظ مسرف ہے۔ جو قرآن مجید میں آیا ہے شاید ڈاکٹر صاحب نے الہام سے ایسا لکھا ہو۔ ایڈیٹر الحکم

بدمعاش وغیرہ الفاظ جو میں نے مرزا کی نسبت استعمال کئے وہ بار بار خوابات صحیحہ میں معلوم ہونے کے بعد اور پھر واقعات و حالات مرزا سے تصدیق ہو جانے کے بعد استعمال کئے۔ واللہ علیٰ ما اقول شہید۔
تعجب ہے کہ آپ حق اور واقعی امور کو گالیوں میں شمار کرتے ہیں۔ آج خواب میں مجھے مرزا کی حالت ایک شیشہ کی صورت میں دکھائی گئی جسکا بہت سا حصہ سیاہ ہوگیا ہے اور تھوڑا سا شفاف ہے اور اس تھوڑے سے حصہ پر کبھی سیاہی پھر جاتی ہے اور کبھی پھر شفاف ہو جاتا ہے۔"
گویا کہ یہ ایک تصویری بیان ہے کہ مرزا کو فطری استعداد عمدہ ملی ہے مگر اوس پر نفس پرستی کی سیاہی پھر گئی ہے۔ جب کبھی وہ خدا کی طرف رجوع کرتا اور اضطراری دعائیں کرتا ہے تب کچھ حصہ صاف ہوجاتا ہے۔ مگر پھر وہ حصہ سیاہ ہوجاتا ہے۔ والسلام۔

الراقم

عبدالحکیم خاں۔ از پٹیالہ۔ ۱۹ر جولائی ۱۹۰۷ء

فساد کے بانی کون ہیں؟

لاہور کے آریہ گزٹ میں کسی گمنام شخص نے ایک آرٹیکل شایع کر دیا ہے جسمیں مندرجہ بالا عنوان کے نیچے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ موجودہ ہلچل اور شورش کے بانی مبانی مسلمان ہیں اور کانگریس کے سیوکوں اور بھارت ماتا کے لخت جگروں کو اس سے کوئی واسطہ ہی نہیں کیا خوب

کر رہا ہے ڈاڑھی والا پکڑا جائے موچھوں والا

آریہ سماج کے لیڈروں کی اس قسم کی کوششیں اور نامعقول عذرات الزام کو قوی کرتے ہیں اور انہیں بجائے بری کرنے کے اور بھی جوابدہ ثابت کرتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ آریہ گزٹ کے ایڈیٹر نے کس راستی کی بنا پر ایسے لغو اور بے بنیاد مضمون کو اپنے اخبار میں اور پھر ایڈیٹوریل کالم میں جگہ دینے کی جرأت کی۔ کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اتنی بیہودہ اور سرتا پا بے بنیاد تحریروں سے وہ الزام جو واقعات نفس الامری نے آریہ سماج کو دیا ہے دور کر سکیگا؟ ایسے وقت اور ایسے نازک موقعہ پر زیادہ مناسب اور موزون تھا کہ آریہ سماج صاف گوئی کو پالیسی اختیار کرتی اور کھلے دل سے اپنے قصور کا اعتراف کرکے عفو تقصیر چاہتی۔ اور آیندہ اپنے طرز عمل سے بخوبی ثابت کر دیتی کہ

آریہ سماج نے فی الحقیقت سچی توبہ کرلی ہے

مگر اس طریق کو اختیار کرنے کی بجائے یہ سعی کی جارہی ہے کہ جس طرح ممکن ہو اس گندگی کو چھپایا جاوے + یہ طریق آریہ سماج کے لئے نہایت خطرناک اور مضر ہے۔ میں نہایت خیرخواہی اور صدق دل سے آریہ سماج کے ممبروں کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اس روش کو چھوڑکر سچائی کے پہلو کو اختیار کریں۔

یہ خیال بالکل غلط اور بیہودہ ہے کہ مسلمانوں کو آریہ سماج کے ممبروں کے ساتھ کاوش ہے کسی وجود اور انسان کے ساتھ تو ایک طرف کسی حیوان کے ساتھ بھی ہمیں دشمنی اور عناد نہیں اور نہ ہونا چاہیئے ہاں یہ سچ ہے کہ آریہ سماج نے ہمارے برگزیدہ نبیوں اور رسولوں کی شان میں حد درجہ کی گستاخیاں کرکے ہماری دل آزاری کی ہے اور نہ صرف ہماری بلکہ سکھوں۔ عیسائیوں اور سناتن دھرمیوں کی بھی۔

اور یہ اس گستاخی اور دریدہ دہنی کا نتیجہ ہے کہ ادب اور احترام ان میں نہیں رہا۔ اور اطاعت اور فروتنی کا مادہ مفقود ہوکر خودسری اور خودغرضی کے خیالات پیدا ہوگئے ہیں۔ اور ہم کسی حالت اور صورت میں ان کو پسند نہیں کرتے اگر ان بیہودگیوں کے وار کرنے کے لئے کبھی آریہ سماج کو متنبہ کردیا ہے تو اس کے یہ معنے نہیں ہو سکتے کہ ہم ان کے دشمن ہیں بلکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم ان کے دلی خیرخواہ ہیں۔

آریہ سماج کے لیڈروں کی یہ غلطی ہے کہ وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ مسلمانوں نے خواہ نخواہ ان کو متہم کیا ہے جیسا کہ اس آرٹیکل میں ظاہر کیا ہے۔

مسلمانوں کو نہ اتنی فرصت اور نہ ان کی یہ حالت ہر محکمہ اور ہر صیغہ میں ان کے اپنے بھائی اعلےٰ عہدوں پر ممتاز اور قابض ہیں مسلمان غریب تو ان کے دست نگر ہیں اور ایسی شیخی نے آریوں کو یہ جرأت اور حوصلہ دلایا کہ وہ شورش کے خیالات پیدا کریں۔

آریہ سماج کے ڈیپوٹیشن کو جو جواب ہز آنر سر ڈینزل اٹیبسن صاحب کی گورنمنٹ نے بالمشافہ دیا ہے وہ ان کے کافی تھا اور ان کا فرض تھا کہ اس کے بعد ان کا منہ بند ہو جاتا اور اپنے طرزِ عمل کو بدل کر اس سے دکھا دیتے مگر بجائے اس کے آریہ سماج نے یہ وطیرہ اختیار کیا ہے کہ اپنی بلا مسلمانوں کے سر تھوپیں جو افسوس ہے اس روز روشن میں تھوپی نہیں جا سکتی۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا۔

اس آرٹیکل میں بتایا گیا ہے کہ دراصل موجودہ شورش کی تہہ میں مسلمانوں کا ہاتھ تھا۔

مگر افسوس ہے کہ قابل مضمون نگار یا ایڈیٹر اخبار ثابت نہیں کر سکتا کہ وہ ایسا الزام دینے کے لئے کیا وجوہات اپنے پاس رکھتا ہے۔

مسلمانوں کا اس تہ میں ہونا ایک ایسا بدیہی بطلان ہے کہ کوئی دانشمند تسلیم نہیں کر سکتا۔ اگر پنجاب کے کل ڈپٹی کمشنروں کی رپورٹیں غلط ہیں اگر ان کے ماتحت ذمہ دار افسروں کی تحقیقات باطل ہے اگر واقعات نفس الامری کو غلط کہہ سکتے ہیں تو بے شک وہ آدمی جس کے سر میں عقل نہیں یہ مان لے گا کہ ہاں مسلمانوں ہی کا ہاتھ تھا لیکن اگر راستی کوئی شے ہے اور حقیقت اور امر واقعی کا کوئی وزن ہے تو منشی رام یا ہنسراج یا کسی اور کے کہنے سے مسلمان اس الزام کے نیچے نہیں آ سکتے۔

اسباب شورش جو لالہ لاجپت رائے نے بیان کئے ہیں۔ ان پر غور کرنے کے بعد یہ امر ایسی وضاحت سے کھل جاتا ہے کہ کسی اور کی شہادت کی حاجت ہی نہیں رہتی انہوں نے جو سات وجوہ شورش لکھے ہیں ان پر کافی بحث کی حاجت ہے مگر میں مثال کے طور پر صرف ایک امر کو پیش کرتا ہوں جس سے ثابت ہو جائے گا کہ کیا اس شورش کی تہ میں مسلمانوں کا ہاتھ ہو سکتا ہے یا آریوں کا۔

لالہ لاجپت رائے وجوہ ہفت گانہ میں سے ایک وجہ قانون انتقال اراضی پنجاب میں ترمیم ہی بتلاتے ہیں۔ ہر سلیم الفطرت سمجھ سکتا ہے کہ کیا یہ امر زمینداروں کے اکسانے کا باعث ہو سکتا تھا اور مسلمانوں کو کوئی رنج دلا سکتا تھا۔ قانون انتقال اراضی زمینداروں اور مسلمانوں کے لئے ایک باعث رحمت تھا البتہ ہندوؤں اور ساہوکاروں کے لئے نقصان رسان۔ کیونکہ وہ جس طریق سے زمینیں قبضہ میں لا رہے تھے وہ سلسلہ اس سے رک گیا۔ اور یہ غصہ ان لوگوں کو تھا اور اسکو دل میں رکھکر اور بیہودہ امور پیش کرکے شورش پھیلا دی میں چونکہ اس مضمون کو لمبا نہیں کرنا چاہتا اس لئے مختصراً مثال کے طور پر دکھایا ہے ورنہ اگر ان وجوہ ہفت گانہ پر غور کیجاوے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہی لوگ موجب فساد ہیں کیونکہ ان کو کسی نہ کسی پہلو سے رنج تھا۔

یہ کہنا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بانی بھی مسلمان تھے سر سید اس کا جواب بخوبی دے چکا ہے اور اب اسکے اعادہ کی حاجت نہیں موجودہ شورش بخوبی ثابت کر رہی ہے کہ کون بانی تھا اس کے علاوہ ابھی لمبا زمانہ نہیں گذرا بنگال کے پولیٹیکل اخبار ونے ہندوؤں کی بہادری کی اظہار اور انمیں جنگ جو سپرٹ پیدا کرتے ہوئے صاف طور پر تسلیم کر لیا تھا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بانی ہندو تھے پھر میں نہیں سمجھتا کہ اب گڑے مردے اکھاڑنے سے کیا فائدہ اور کیا حاصل؟

سب سے بڑھکر بیہودگی جو اس مضمون نگار نے کی ہے وہ یہ ہے کہ احمدی سلسلہ پر بھی نکتہ چینی کی ہے اس حصہ کا جواب میں چونکہ کسیقدر وضاحت سے دینا چاہتا ہوں اس لئے ضروری ہے کہ اس کے اصل الفاظ نقل کر دوں۔ وہ لکھتا ہے

اطلاع

صفحہ اول پر جو اعلان فضل کریم کے متعلق ہے اس کے متعلق احباب تلاش نکریں۔ اس کا خط آگیا ہے۔

درخواست برائے دعا

میری ہمشیرہ قضاء الٰہی سے فوت ہوگئی ہے۔ اسواسطے برادران احمدی کی خدمت میں دست بستہ عرض ہے کہ مرحوم کے واسطے دعا فرماویں۔

خاکسار محمد صدیق احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ بہار اجلے۔

ہم حیران ہیں جبکہ دیکھتے ہیں کہ فرقہ احمدیہ کا گروہ اس وقت کیونکر اس قدر ریاکاری سے کام لے رہا ہے اور کیوں گورنمنٹ کو اس قدر دھوکہ دینے کی کوشش کر رہا ہے جبکہ ان ہی احمدیوں کے باپ دادا نے غدر سنہ ۱۸۵۷ء میں مفسدوں کو ہر ایک طرح سے مدد کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا جس کو آج وہ اتنے لمبے سالوں کے گذر جانے پر خود ہی مان رہے ہیں کہ درحقیقت ایسا ہی تھا چنانچہ فرقہ احمدیہ کے پیشوا کے اخبار الحکم کے ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۰۸ء کے پرچہ میں فرقہ احمدیہ کے پیشوا مولوی نورالدین کے اس بارے میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

"جناب الٰہی کے انعامات میں سے ایک یہ بات تھی کہ ایک شخص غدر میں کلکتہ کے تاجر کتب جو مجاہدین کے پاس اس زمانہ میں روپیہ بھیجا کرتے تھے ہمارے مکان میں اترے انھوں نے مجھے ترجمہ قرآن کی طرف متوجہ کیا یہ تو ہمیں کلکتہ کے تاجر سے فایدہ ہوا کہ اس تحریر سے صاف عیاں ہے کہ مسلمان لوگ نہ صرف غدر سنہ ۱۸۵۷ء کے بانی بھی تھے بلکہ وہ مفسدوں کی روپیہ سے مدد بھی کرتے تھے اور ان ہی احمدی لوگوں کے آباؤ اجداد جو اس وقت ریاکاری سے گورنمنٹ کے خیر خواہ ہونے کا دم بھرتے رہے ہیں ان مفسدہ پردازوں کو اپنے گھروں میں پناہ دیتے اور ان سے دینی مفاد حاصل کرتے تھے ان مفسدوں کو وہ اپنی اصطلاح میں مجاہدین کہتے تھے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر ان مجاہدین کا یہ جہاد انگریزوں کے برخلاف نہ تھا تو اور کن کے برخلاف تھا"

یہ تحریر بلفظہ اس لئے چھاپ دی ہے کہ تا ناظرین کو لکھنے والے کی قابلیت۔ واقفیت کے علاوہ دیانت داری اور راستبازی کا علم اور اندازہ ہو سکے۔

احمدی سلسلہ پر وہ یہ الزام لگاتا ہے کہ یہ فرقہ اس وقت گورنمنٹ کو دھوکہ دے رہا ہے اور ان کے باپ دادا نے غدر سنہ ۱۸۵۷ء میں مفسدوں کو ہر طرح سے مدد دی تھی۔ یہ ایسا صریح جھوٹ ہے کہ جس پر کوئی دانشمند لعنت کئے بغیر نہیں رہیگا۔

اس وقت احمدی جو خیر خواہی کا اظہار کر رہے ہیں اس کو آریہ گزٹ اس لئے دھوکہ قرار دیتا ہے کہ غدر میں انھوں نے مفسدوں کی مدد کی تھی۔ پس اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ اس کا آخری جزو غلط اور بے بنیاد ہے تو پہلا بدرجہ اولیٰ باطل ہو جائیگا۔ اگرچہ گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ کون ریاکاری سے کام لیتا ہے اور کون راستی اور صدق دل سے کیونکہ اس کے علم کے ذریعے بہت وسیع ہیں لیکن اب جبکہ آریہ گزٹ نے یہ غلط فہمی پھیلانی چاہی ہے ضرور ہے کہ اس کا رد کیا جاوے اس الزام کے جواب میں کہ احمدیوں کے باپ دادا نے سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر میں مفسدوں کو ہر طرح سے مدد دی میں خود کوئی امر پیش کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا بلکہ ایک خطرناک مخالف مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی کی ایک تحریر میں تھوڑا سا اقتباس دیتا ہوں۔

"مؤلف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلینگے۔ مؤلف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی و شرح ملا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب اس زمانہ سے آجتک ہم میں ان میں خط و کتابت و ملاقات و مراسلت برابر جاری رہی ہے اس لئے ہمارا یہ کہنا کہ ہم ان کے حالات و خیالات سے بہت واقف ہیں مبالغہ قرار نہ دیئے جانے کے لایق ہے۔

گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت کا خیال کبھی مؤلف کے آس پاس بھی نہیں پھٹکا وہ کیا ان کے خاندان میں اس خیال کا کوئی آدمی نہیں ہے بلکہ ان کے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضیٰ نے تو عین زمانہ طوفان بے تمیزی (غدر سنہ ۱۸۵۷ء) میں گورنمنٹ کا خیر خواہ جان نثار وفادار ہونا عملاً بھی ثابت کر دکھایا اس غدر میں جبکہ تم ہوا کے گماشتہ پنجاب گورداسپور مفسدین بد طینت نے پرورش کی تھی اپنے والد صاحب کی مدد سے جو بوجہ ہمارے بڑے جاگیردار سردار تھے اپنی جیب خاص سے پچاس گھوڑے مع سواران و ساز و سامان طیار کر کے زیر کمان اپنے فرزند دلبند مرزا غلام قادر مرحوم کے گورنمنٹ کی معاونت میں دئے تھے گورنمنٹ کی طرف سے ان کی اس خدمت پر شکریہ ادا ہوا اور کسی قدر انعام بھی ملا۔ علاوہ بریں ان خدمات کے لحاظ سے مرزا صاحب مرحوم ہمیشہ مورد کرم و التفات گورنمنٹ رہے اور دربار گورنری میں عزت کیساتھ ان کو کرسی ملتی رہی اور حکام اعلیٰ ضلع و قسمت (یعنی صاحبان ڈپٹی کمشنر و کمشنر) چٹھیات خوشنودی مزاج (جن میں سے کئی چٹھیات اس وقت ہمارے سامنے رکھی ہوئی ہیں) وقتاً فوقتاً ان کو عطا کرتے رہے ہیں ان چٹھیات سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بڑے دلی جوش سے لکھی گئی ہیں جو بغیر ایک خاص خیر خواہ اور سچے وفادار کے کسی دوسرے کے لئے تحریر نہیں ہو سکتیں اکثر صاحبان ڈپٹی کمشنر و کمشنر اپنے ایام دورہ میں از راہ خوش خلقی و محبت و دلجوئی مرزا صاحب کے مکان پر جا کر ملاقات کرتے رہے اور ان کی وفات پر صاحبان کمشنر و فنانشل کمشنر اور صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر نے اپنے خطوط میں بہت سا افسوس ظاہر کیا ہے اور آئندہ کے لئے قدردانی اور اس خاندان کے لحاظ اور رعایت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اسی شرف خاندان اور قدیم خیر خواہ ہونے کے لحاظ سے صاحب فنانشل کمشنر بہادر نے انہی دنوں میں مرزا سلطان احمد (فرزند مؤلف) کے لئے تحصیلداری کی خاص سفارش کی ہے جس کی رپورٹ بہ تعمیل حکم ضلع سے روانہ ہو چکی ہے الغرض یہ خاندان قدیم سے خیر خواہ اور زیر نظر عنایت گورنمنٹ چلا آتا ہے۔ ان حالات و واقعات کی تصدیق کے لئے منجملہ ان چٹھیات کے جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہیں ہم تین چٹھیاں حاشیہ میں نقل کرتے ہیں تا کہ حاسد ناعاقبت اندیش اس خاندان کی گورنمنٹ انگریزی میں قدر و منزلت سے آگاہ ہو کر اپنے ارادہ بد و نیت فاسد سے باز آویں اور عام مسلمان ان کے دھوکہ میں آ کر اس کتاب اور اس کے مؤلف سے بدگمان اور متوحش نہ ہوں۔ ہر چند خاص کر مؤلف کتاب (مرزا غلام احمد صاحب) سے ان کی عالمانہ اور درویشانہ وضع و حالت کے سبب کوئی ایسی کارروائی نہیں ہوئی مگر جس قدر خیر خواہی گورنمنٹ منصب علماء اور درویشوں کے مناسب ہے اور ان کی قدرت میں داخل ہے اس سے انھوں نے بھی دریغ نہیں کیا عالموں کی تلوار قلم ہے اور فقیروں کا ہتھیار دعا۔ مؤلف نے ان ہتھیاروں کے ساتھ گورنمنٹ کی خیر خواہی و معاونت سے دریغ نہیں فرمایا اپنی قلم سے بارہا لکھ چکے اور اپنی اسی کتاب میں جس کی اشاعت ان کا شبا روزی فرض ہے وہ صاف درج کر چکے ہیں کہ "گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ یہ سلطنت مسلمانوں کے لئے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک باران رحمت بھیجا۔ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے" اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہکر اس کا احسان اٹھاوے اس کے ظل حمایت میں باامن و آسائش رہکر اپنا مقسوم کھاوے اس کے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے پھر اس پر عقرب کی طرح نیش چلاوے۔ اور دعا سے بھی انھوں نے ہمیشہ گورنمنٹ کو

بہت دفعہ یاد کیا ہے اُن کی آخری دعا اُن کے اشتہار [illegible]
پریس امرتسر جس کی تیس ۳۰ ہزار کاپی چھپوا کر ہندوستان و انگلستان میں بھی
شائع کرنی چاہی ہے یہ کلمات دعائیہ مرقوم ہیں۔ انگریزوں کی شائستہ
اور مہذب اور بارحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ
معاملات سے ممنون کر کے اس بات کے لئے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم اُن کے
دین و دنیا کے لئے دلی جوش سے بہبودی اور سلامتی چاہیں تا اُن کے گورے
و سپید منہ جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور
ہوں فنسئل اللّٰہ تعالیٰ خیرھم فی الدنیا والآخرۃ۔ اللّٰھم
اھدھم و ایدھم بروح منک واجعل لھم حظا
کثیرا فی دینک۔ الخ"

نقل مراسلہ

(ولسن صاحب) نمبر ۳۵۳

تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان حفظہ
عریضہ شما مشعر بر یاد دہانی خدمات و حقوق خود و خاندان خود بملاحظہ حضور
اینجانب در آمد ما خوب میدانیم کہ بلاشک شما و خاندان شما از ابتدائے دخل
و حکومت سرکار انگریزی جان نثار و وفا کیش ثابت قدم ماندہ اید و حقوق شما
در اصل قابل قدر اند بہر نہج تسلی و تشفی دارید سرکار انگریزی حقوق و خدمات
خاندان شما را ہرگز فراموش نخواہد کرد بموقعہ مناسب بر حقوق و خدمات شما غور و
توجہ کردہ خواہد شد باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ و جان نثار سرکار انگریزی بمانند کہ درین
امر خوشنودی سرکار و بہبودی شما متصور است۔ فقط
المرقوم ۱۱ جون ۱۸۴۹ء۔ مقام لاہور۔ انارکلی

نقل مراسلہ

(رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور)

تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان بعافیت باشند۔
از آنجا کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کی رفاقت
و خیر خواہی و مدد دہی سرکار دولتمدار انگلشیہ در باب نگاہداشت سواران و
بہم رسانی اسپان بخوبی بمنصہ ظہور پہنچی اور شروع مفسدہ سے آج تک آپ بدل
ہوا خواہ سرکار رہے۔ اور باعث خوشنودی سرکار ہوا لہٰذا بجلدوی اس خیر خواہی
و خیر سگالی کے خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور
حسب منشاء چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء
پروانہ ہذا باظہار خوشنودی سرکار و نیک نامی و وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے
مرقوم تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء۔

نقل مراسلہ

(فنانشل کمشنر پنجاب)

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہ۔
آپ کا خط ۲ ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ حضور اینجانب میں گذرا مرزا غلام مرتضیٰ
صاحب آپ کے والد کی وفات سے ہم کو بہت افسوس ہوا مرزا غلام مرتضیٰ
سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا ہم آپ کی خاندانی خدمات
کے لحاظ سے اسی طرح پر عزت کریں گے جس طرح تمہارے باپ وفادار کی کی جاتی تھی۔
ہم کو کسی اچھے موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا
خیال رہے گا۔ المرقوم ۲۹ جون ۱۸۷۶ء۔
الراقم۔ سر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر فنانشل کمشنر پنجاب۔ (باقی آئندہ)

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت اور خدام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔
۲۔ فاضل امروہی واپس تشریف لے آئے اور اپنے فرائض منصبی نائب ناظم مقبرہ بہشتی ادا کرنے لگے۔
۳۔ موسم میں برسات کا رنگ شروع ہو گیا اس ہفتہ بارش ہو گئی ہے۔

تازہ الہامات

۲۰ جولائی ۱۹۰۷ء۔ ۱۔ انی مع الرسول اقوم
وارُوم ما یروم۔
ترجمہ۔ میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ اور اس بات کا
قصد کروں گا جس کا وہ قصد کرے۔
۲۔ کشفی رنگ میں مغز بادام دکھلائے گئے اور کشف کا غلبہ اس قدر
تھا کہ میں اُٹھا کہ بادام لوں۔
۳۔ رب ارنی حقائق الاشیاء۔
ترجمہ۔ اے میرے رب اب مجھے اشیاء کے حقائق دکھلا۔
۴۔ البسوا البثن۔

ناتجربہ کار ایڈیٹر اخبار

ہمعصر انڈین پیپل لکھتا ہے کہ اکثر اخبارات جو حال میں مشکلات کا شکار ہوئے ہیں ناتجربہ کار لڑکوں کے
ہاتھوں میں ہیں۔ چنانچہ اخبار انڈیا اور ہندوستان کے ایڈیٹر بھی جو اسوقت سڈیشن کے الزام میں ماخوذ ہیں [illegible]
[illegible] اخبار نویسی کا کوئی سابقہ تجربہ نہیں۔ اور کل اخبار جگانتر بھی جس پر عنقریب مقدمہ چلنے کو ہے
چند لونڈوں کی ایڈیٹری میں نکلتا ہے بنگالی کا ایڈیٹر اسقدر کم سن ہے کہ [illegible] اپنے باپ کی گھر [illegible] میں
گویا [illegible] نابالغ ہی شمار ہوتا ہے [illegible] اخبار نکلنے سے قبل جب ضابطہ ڈیکلریشن ہی داخل
کرتا۔ یہ ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں اخبار نویسی کیسا خطرناک کام ہے انقلاب خیز لٹریچر اشاعت پذیر ہو [illegible]
ہوتا ہے [illegible] گویا ہمعصر مذکور کے نزدیک ہندوستان میں ایسی تحریرات کا شائع ہونا اور [illegible] شائع ہونا اُن کے
لکھنے والوں کی ناتجربہ کاری پر دال ہے ہم نہیں کہہ سکتے کہ مفسدانہ وقائع نگاری یہ ڈیفنس معقول پسند حامیان میں
[illegible] حاصل کر سکیگا لیکن ہمکو اسپر ضرور حیرت ہے کہ اگر آج کل کا انقلاب خیز لٹریچر [illegible]
[illegible] ایجیٹیشن کیوں اُن کے حامی کار ہوتے اور [illegible] جلسوں میں نہایت جوش و خروش کے
ساتھ انقلابی خیالات [illegible] اور [illegible] خرافات سی عام بے چینی و بدامنی کس طرح پھیل جاتی ہے
جیسے [illegible] بنگال [illegible] اور ساتھ ہی لیفٹننٹ [illegible] میں ذرا
[illegible] کیا [illegible]
[illegible] آگر ان سب باتوں پر [illegible] نظر کریں تو کوئی انڈین
پیپل کا یہ [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب انگیز لٹریچر کی اشاعت کا جو طریق یورپ میں
جاری ہے وہی یہاں بھی [illegible] نوجوان پارٹی [illegible] کی خدمت کر سکتی ہے جیسے کہ یہاں بھی

[illegible]

آریہ سماج میں بہت لوگ کس لئے شامل ہوتے ہیں

لالہ منشی رام صاحب اس سوال کا جواب اپنے اخبار ست دھرم پرچارک مطبوعہ ۷۔ اساڑھ سمت ۱۹۶۶ میں اس طرح دیتے ہیں۔

"کوئی بڑی عمر تک بیوی نہ ملنے کے باعث صرف اس امید پر کہ آریہ سماج کا ممبر بنا ہے کہ بدھواہ بواہ کرکے وہ نہ صرف اپنا گھر ہی بسا لیگا۔ بلکہ دنیا میں ریفارمر کا اعلیٰ منصب بھی گرہن کر سکیگا۔ کوئی شرادھ اور دیگر قسم کے خرچوں کے بوجھ سے تنگ آکر آریہ سماج کا سہاسد بن جاتا ہے۔ کوئی صرف پیدائشی قوم کی قیدوں سے چھوٹنے کے لئے ہی آریہ سماج کی شرن میں آتا ہے۔ وغیرہ۔ جہاں ہزاروں اس قسم کے آریہ سماجی دکھائی دیتے ہیں۔ وہاں سوکشم درشٹی سے دیکھنے پر بیسیوں ایسے آریہ پرش ملیں گے جن کے لئے ویدک دھرم کا گرہن اور اس کے موافق آچرن زندگی اور موت کا سوال ہے۔"

اس انتخاب میں ہم نے ہزاروں کا لفظ جلی اور لالہ جی کے ہندی الفاظ کا ترجمہ بریکٹوں میں اردو میں کر دیا ہے۔ اگر لالہ جی اپنی "سوکشم درشٹی" سے دیکھے ہوئے "بیسیوں" سچے آریہ سماجیوں کی فہرست بھی کبھی شائع کر دیں تو وہ بھی ایک دلچسپ مطالعہ ہو سکتا ہے۔

آریہ سماج کے جلسے

اسی اخبار میں لالہ منشی رام صاحب لکھتے ہیں کہ "ہمارے پاس آریہ بھائیوں کے پتر آرہے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب کے کئی ضلعوں میں آریہ سماج کے سادھارن اوپاسنا کے جلسوں پر بھی سندیہہ درشٹی ڈالی جاتی ہے۔"

لالہ منشی رام جی کا نسخہ

"ویدک دھرم کا پرچار بالکل بند ہوتا نظر آتا ہے۔ اس کا علاج کیا کریں" کا مذکورہ بالا سوال لکھ چکنے کے بعد لالہ منشی رام صاحب اس کا جو "علاج" تحریر فرماتے ہیں اس کا مطالعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ آپ اس مضمون میں آگے چل کر لکھتے ہیں۔

"تمہارا پرشن ٹھیک ہے۔ اب کیا کریں؟ پہلا کرتویہ تمہارا یہ ہے کہ سنسار کی بڑی سے بڑی شکتیوں کی دھمکی سے بھی بے بھیت نہ ہوتے ہوئے اپنے پوتر آریہ سماج سمندر میں آنے سے کبھی مت رکو۔ یدی تمہارے دل میں بزدلی کی دہل ہو تو اس کا کارن سوچو۔ ننانوے فیصدی حالتوں میں تمہارا بھیروپن (بزدلی) تمہارے نت کرم

[illegible]

لیکن لالہ صاحب خود اپنی اس نصیحت پر کہاں تک کاربند ہونے کے واسطے تیار ہیں۔ اس کا پتہ انکی اس تحریر کے دوسرے حصے سے ملتا ہے کہ جہاں پر لالہ صاحب لکھتے ہیں "دوسرے زندگی میں نہیں جانتا کہ کتنا اپنے وقت میں نے پیچھے کر دیا ہے کہ جب دن رات کرمچاریوں (احکام) کے ذکر میں (حملوں) کے کارن ویدک دھرم کا پالن [illegible] رات میں گھوں ہو جاتا [illegible] دن اس [illegible] کو بتا کر کسی ایسی گورنمنٹ کی [illegible]

نہ پالن کرنے کا پرنام (نتیجہ) ایا تیت ہوگا تب دونوں کال کی سندھیا دل لگا کر کیا کرو۔ اس سے بل آئیگا۔ اور پھر سب پرکار کے کشٹوں کو برداشت پورے طور پر سہن کر سکو گے۔"

لالہ صاحب کے مجوزہ نسخے کے خاص الفاظ کو ہم نے جلی کر دیا ہے۔

لالہ صاحب کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گذشتہ انسانی فطرت اور منش آتما کی شکتیوں کی حقیقت سے کیا انجان سے بیٹھے ہیں۔ لالہ صاحب ذرا سوچیں کہ اس وقت بھی آریہ ممبر نہیں تو ہندو ہیں ایسے شخص ہزاروں کیا شاید لاکھوں کی تعداد میں نکلیں گے کہ جو دو نہیں۔ بلکہ تین تین وقت سندھیا کرتے ہیں۔ مگر انکی درد شا کا کیا حال ہے؟ اور دور کیوں جاتے ہیں۔ اب تک خود آریہ سماجیوں نے کیا کیا ہے سوائے ہوم کا دھواں اڑانے اور سندھیا کے منتر او چارن کرنے کا نام ہی تو دھرم سمجھ رکھا ہے۔ لیکن تیس برس کے تجربہ نے اس ساری کریا نے کیا پھل دکھایا ہے۔ اور دور نہ جائیے خود دیانند اینگلو ویدک کالج کے اندر تو سندھیا کا خوب گھونٹا چڑھایا جاتا ہے۔ لیکن پرنسپل اور پروفیسر صاحبان سے لیکر طالبعلموں تک میں سے کسی سے اتنا نہ ہو سکا کہ جس شخص نے اپنا جسم اپنی صحت۔ اپنا روپیہ اپنی کمائی۔ اپنا دل اور اپنا دماغ بیدھڑک ہو کر سالہا سال تک ان کے کالج کے لئے ارپن کیا۔ اور اپنی نہایت قابل تعریف قربانی سے نہ صرف موافقوں بلکہ مخالفوں کی نظر میں بھی عزت حاصل کی اس پر مصیبت کے آنے پر ایک زبانی ہمدردی اور افسوس تک کا ہی جلسہ وہ نہ کر سکے یہاں تک کہ جب لالہ ہنسراج صاحب کو ذکر جو جہاں تک ہمیں معلوم ہے اپنی سبھا کے سیکرٹری ہیں بہت باقاعدہ ہیں) لاٹ صاحب کے پاس پہنچنے کا موقع ہی ملا۔ تو انہوں نے اپنی عمر بھر کے ساتھی (مگسا) ہمدرد اور [illegible] لالہ لاجپت رائے جی کا بھولے سے اشارتاً بھی ذکر تک نہ کیا۔ پھر کیا اس تجربہ کی بنا پر سندھیا گایتری کے جادو ٹونے سے مردہ آتماؤں میں جان پڑ جانے کی امید کیجا سکتی ہے؟ خود لالہ منشی رام صاحب ہی اپنی طرف دھیان دیں۔ کہ لالہ لاجپت رائے صاحب کے جلاوطن ہونے کے پورا ایک مہینہ اور دو دن بعد یہ کہنے کی بمشکل سے جرات ہو سکی کہ وہ بھی ہم میں سے ہی ایک تھے۔ اور باوجود یکہ لالہ صاحب اپنے تئیں ۹۰ فیصدی آریہ سماجیوں کے لیڈر ظاہر کرتے ہیں اور لالہ لاجپت رائے اور لالہ ہنسراج اور لالہ گوردھن داس رام کو آریہ سماج کا پرامنیت دسرکردہ ممبر تسلیم کرتے ہیں۔ مگر تاہم باوجود خود وکیل ہونے کے نہ خود لالہ صاحب اور نہ ان کے ساتھی کثرت سے آریہ وکیل ان لوگوں کی قانونی امداد کے لئے تیار ہوئے۔ ہاں مدد کرنا تو کہیں رہا۔ آج تک کوئی ایک جلسہ ہمدردی کا بھی کسی آریہ سماج کے اندر نہیں ہو سکا۔ کیا یہ واقعات ظاہر نہیں کرتے کہ لالہ صاحب جس بزدلی کی شکایت کرتے ہیں۔ اس کا علاج سندھیا کے منتروں کا جادو ٹونا نہیں ہے۔ بلکہ وہ مرض بہت گہرا اور اس کا علاج بہت غور طلب ہے۔ کوئی مردہ قوم بنا زندہ شکتی کے کسی ظہور کے زندہ نہیں ہو سکتی۔ اور لالہ صاحب کو اپنی بیجا تنگدلی اور تعصب کو چھوڑ کر غور سے مطالعہ کرنا چاہئے کہ مردہ میں زندگی ڈالنے کا کام کہاں اور کس طرح سے ہوتا ہے۔ (جیون تت)

ضرور ان لونگا۔ جہاں مجھے اپنے پرماتما کی سہائتا [illegible] ہو سکے [illegible] لیکن لالہ صاحب بھول گئے کہ اگر [illegible] لالہ صاحب کی [illegible] کے حوصلہ [illegible] والے ہیں لالہ صاحب کو [illegible] تو پھر یہ تو آریہ سماج مندر کا "الا کوت" اکھڑوا دیتا۔ لالہ صاحب کی مثال ایک [illegible]

سررشتہ تعلیم پنجاب اور مسلمانوں کے حقوق

نمبر ۴

ہائی سکولوں کی سکیم میں جو نوٹیفکیشن نمبری ۹۵ - ایس نمبر ۱۷ جولائی ۱۹۰۶ء نمبری ۲۸۵ ایس مجریہ ۳۰ اگست سنہ الیہ کے ساتھ شائع ہوئی انگلش شاخ کی ۱۹۶ اسامیاں جنکی مجموعی تنخواہ ۵۰۰۳۱ روپے تا ہنگامہ تنخواہ ہے ہندو ماسٹروں پر اندازاً نثار کی گئیں جس سے گویا اُن کو ۶۷۸ روپے ماہوار کی ترقی ملی - اسی طرح ورنیکلر ڈیپارٹمنٹ میں انہیں ۱۷۹ اسامیاں عطا ہوئیں جنکی تنخواہ ۲۵۴۴ ہوتی ہے اور رقم اضافہ ۴۱۵ ماہوار -

برخلاف ازیں غریب مسلمانوں کو صرف ۱۰۲ اسامیاں ملیں جنکی رقم مشاہرہ مجموعہ ۶۸۱۰ روپے ہوئی اور میزان اضافہ فقط ۳۶ روپے - اور صیغہ ورنیکلر سے ۱۵۲ اسامیاں ان کے حصہ میں آئیں جنکی تنخواہ ۳۸۴۵ روپے تھی بعدہ ۲۲۴ روپے قوم ترقی کے - گویا جدید سکیم کی رو سے ۱۰۰۵۰ روپے کی اسامیاں ہندوؤں کو عطا ہوئیں اور ۶۵۵۹ روپے کی یعنے نسبتاً نصف سے کچھ ہی بیش مسلمانوں کے حصہ میں آئیں - علیٰ ہذا قوم ترقیات کی میزان بھی ادہر ۱۲۸۱ روپے تک پہنچی اور ادہر ۲۶۰ روپیہ تک ہی رہی یعنی ہندوؤں کی نسبت آدھی سے ذرا زیادہ -

ان شمار وا عداد سے پبلک یہ معلوم کرکے حیران ہوگی کہ مذکورہ بالا سکیم کے تیار کرنے میں کسقدر ناانصافی اور متعصبانہ قوم پرستی سے کام لیا گیا ہے - علاوہ ازیں اس سکیم میں مسلمانوں کی فہرست کو جن جن مکروہ چالاکیوں سے طول دیا گیا ہے اس کا تو ہم گذشتہ اشاعتوں میں بہ تفصیل ذکر کر چکے ہیں - اب یہ امر بھی خاص دلچسپی و غور کے ساتھ قابل ملاحظہ ہے کہ ہندوؤں کو جو گرانقدر ترقیاں دینی منظور نہیں انکی رقوم و مقدار کو کم کرکے دکھلانے کے لئے اس سے بھی زیادہ بیباکی و عیاری برتی گئی - وہ یہ کہ بہت سے خوش نصیب ہم قوموں کو سکیم نکلنے سے تھوڑا عرصہ پہلے ہی بیش قرار ترقیاں دیدی گئیں جیسا کہ ذیل کی چند نظیروں سے معلوم ہوگا -

۱ - لالہ شیو دیال صاحب ۱۳۰ سے ترقی پاکر لدہیانہ میں ۲۰۰ ماہوار کے ہیڈ ماسٹر ہو گئے -

۲ - بابو بشن سنگہ صاحب کو چند ماہ پہلے ہی تنخواہ ایک سو تیس روپے ترقی ملی تھی مگر سکیم میں بھی انکو مزید ترقی دیکر دو سو تنخواہ کر دی گئی -

۳ - اسیطرح بابو سہیل سنگہ کو جو سکیم مذکور میں ڈیڑہ سو سے ترقی دیکر دو سو روپے تنخواہ کر دیگئی - اس سے کچھ ہی پہلے وہ دس روپے ترقی پا چکے تھے - گویا ان کو عرصہ قلیل میں (۱۰۰ سے ۲۰۰) ساٹھ روپے ماہوار کی ترقی ہوئی -

۴ - لالہ رام ناتھ ہیڈ ماسٹر جہنگ کو ۱۴۰ روپے سے ۲۰۰ ساٹھ روپے ترقی بھی ملی - اور تیس روپے الونس بھی -

۵ - بھائی دسوندا سنگہ سو روپے ماہوار سے ایک سو اسی روپے ماہوار پا گئے - لالہ امندر بہان کی نظیر تو بہت ہی انوکھی اور بے مثل ہے - آپ نارمل سکول جالندہر میں ۱۲۵ پاتے تھے وہاں سے ۱۸۰ روپے ماہوار پر ہائی سکول شملہ میں بھیجے گئے (دیکھو نوٹیفکیشن نمبری ۱۱۹۰/۲۰ ناریخ ۱۳ اکتوبر اور ۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء کو بذریعہ نمبر ۱۰۰۱ ... نارمل سکول جالندہر

میں بھی ۲۰۰ روپے ترقی یا سو روپیہ مشاہرہ پر پرنسپل ہو آئے - گویا اڈہائی تین مہینے کی قلیل مدت میں لالہ صاحب پنتالیس ۱۴۵ سے سو روپیہ تک پہنچ گئے -

اب اُن ترقیوں کو ملاحظہ فرمائیے جو اس سکیم ہی میں بدنصیب اور بیکس مسلمانوں کو دی گئیں جس سے صاف پتہ لگ جائے گا کہ ہندو مسلمانوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا گیا ہے یا برعکس ازیں اس مثل پر عملدرآمد ہوا ہے کہ اندہا بانٹے ریوڑیاں پھر پھر اپنوں ہی کو دے - جن مسلمانوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اب کے انہیں خاص مراعات مرحمت ہوئی ہیں انہی میں کی چند مثالیں لیجئے -

۱ - مولوی عالم علی صاحب کو باوجود ان کے تمام ترقیہی تجربہ اور لیاقت کے جس کا وہ بہ حیثیت پروفیسر نیز پرنسپل کے کافی ثبوت دے چکے ہیں ۱۴۰ سے ۲۰۰ یعنے صرف ۶۰ روپے ترقی ملی -

۲ - سلطان احمد صاحب بمعہ ۳۰ بھتہ سمیت ایک سو پچاس پاتے تھے اور ایک عمدہ پایہ کے ڈسٹرکٹ انسپکٹر تھے - مگر سکیم میں ان کو ۲۰۰ کی تھرڈ ماسٹری ملی - حالانکہ کوہاٹ ہائی سکول میں وہ کئی سال تک ہیڈ ماسٹری کر چکے تھے -

۳ - مسٹر خورشید ۳۰ بھتہ سمیت ایک سو پچاس پاتے تھے - اور آپ بڑے تجربہ کار اور قابل ڈسٹرکٹ انسپکٹر ہیں - مگر صرف دس روپے اضافہ کے مستحق ٹھہرے (یعنے ۱۵۰ سے ۱۶۰ روپے)

۴ - اسی طرح شیخ نیاز علی بھی ایک لائق اور اچھے ڈسٹرکٹ انسپکٹر ہیں انہیں بھی اس سکیم میں دس ہی روپے ترقی عطا ہوئی (۱۳۰ سے ۱۴۰ روپے)

اس کے مقابلہ میں بابو بشن سنگہ جی کی خوش قسمتی دیکھئے آپ بھی آخرالذکر تینوں مسلمانوں کیطرح جن کو ترقی معکوس یا خفیف ترقیاں ملی ہیں - ایک معمولی ڈسٹرکٹ انسپکٹر ہی ہیں بلکہ سبارڈی نیٹ ایجوکیشنل سروس میں اِن تینوں سے جونیئر ہیں - سال بھر کے قلیل عرصہ میں سو روپے سے دو سو روپے ماہوار ترقی پا گئے اور ۳۰ بھتہ مزید برآں جو پہلے ملتا تھا اور غالباً اب بھی ملتا ہوگا -

۵ - خان احمد حسن خاں جو اس سررشتہ کے کام میں گویا تمام عمر کا تجربہ رکھتے ہیں ۱۴۰ روپے سے ۱۶۰ کے ہو گئے -

۶ - مسٹر فضل حسین کو جو علاوہ ایم - اے ہونے کے ایک ممتاز و مستعد اور ہوشیار ڈسٹرکٹ انسپکٹر بھی ہیں ۱۲۰ سے ایک سو ساٹھ روپے ملنے لگے -

۷ - ایم - فتح دین بھی ۱۲۰ سے ۱۶۰ روپے تک پہنچے -

۸ - ایم غلام محمد کو سو روپے سے ایک سو چالیس یعنے ۴۰ ترقی ملی -

کلام یہ چند ترقیاں ہیں جنہیں ذرا ظہور و قعت و اہمیت دیجا سکتی ہے اور جن سکیم مسلمانوں کے حصہ میں آنے کیوجہ سے ہندو دیرینہ اپنا گلا پہاڑ ڈالتا تھا - ان گنتی کی چند اور قلیل المقدار ترقیات بالمقابل وہ ترقیات رکھکر غور کیجئے جو ہندوؤں کو اسی زمانہ میں ملیں - کیا دونوں پر ایک ساتھ نظر ڈال کر کوئی ایماندار اور منصف مزاج آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ ذیل کی ترقیوں میں از حد جانبداری و قوم پرستی خوب فراخ دلی سے کام نہیں لیا گیا -

۱- لالہ شیو دیال	تنخواہ سابقہ ۱۴۰ روپے -	تنخواہ بعد ترقی ۲۰۰ روپے
۲- بابو سہیل سنگھ	″ ۱۵۰ ″	″ ۲۰۰ ″
۳- لالہ گوکل چند ہیڈ ماسٹر راولپنڈی	″ ۱۴۰ ″	″ ۲۰۰ ″
۴- لالہ گوکل چند ہیڈ ماسٹر جالندھر	″ ۱۶۰ ″	″ ۲۰۰ ″
۵- لالہ جیا رام	″ ۱۴۰ ″	″ ۲۰۰ ″
۶- بھائی وسوندھا سنگھ	″ ۱۰۰ ″	″ ۱۸۰ ″
۷- لالہ سندر داس بہل	″ ۲۲۵ ″	″ ۲۵۰ ″
۸- لالہ رام ناتھ	″ ۱۴۰ ″ (۳۰ بھتہ)	″ ۲۰۰ ″
۹- لالہ پربھو دت	″ ۹۰ ″	سے ۱۰۰ روپے گورداسپور میں

ایک اور عجیب بات بھی سننے کے قابل ہے جس سے **ہندو عملہ باختیار** کی ایمانداری و نیک نیتی کا پتہ چلتا ہے ہائی سکولوں میں ہیڈ ماسٹری کی اسامی پر مسلمان بیچارے اول تو ہیں ہی برائے نام۔ خال خال۔ لیکن یہ لوگ ہر وقت ان کی ہی تاک میں لگے رہتے ہیں۔ بقول شخصے **"آنکھ بچی مال دوستوں کا"** ان گنتی کے چند میں سے ایک کی پچھلے دنوں خالی ہوئی تھی جھٹ ایک ہندو کے حصہ میں آگئی۔ برخلاف ازیں ہندو ہیڈ ماسٹرز کی اسامیاں کسقدر محفوظ ہیں کہ خالی ہونے پر بھی گھر کے گھر ہی میں رہتی ہیں۔ جیساکہ ذیل کی مثالوں سے معلوم ہوگا کہ قائم مقامی کے لئے بھی صوبہ بھر میں ہندو ہی رہ گئے تھے۔ اگر کوئی مسلمان اس قابل ہوتا تو یہ عزت اُسے دیجاتی۔ وہ تو بدنصیبی سے ایسے گئے گذرے ہیں کہ ڈسٹرکٹ انسپکٹری سے بے گناہ ڈگیریڈ ہوکر بھی ہیڈ ماسٹری کے لائق نہیں سمجھے جاتے۔ بلکہ تھرڈ ماسٹری ماسٹری پہ پھینکے جاتے ہیں۔ چنانچہ سلطان احمد صاحب کی نظیر مذکورہ سے ظاہر ہے وہ مثالیں یہ ہیں۔

۱- راولپنڈی میں لالہ گوکل چند سک لیو (رخصت بیماری) پر ہیں تو لالہ کرم چند سکینڈ جو در اصل ۱۴۰ کے گریڈ میں ہیں اور عارضی طور پر ۱۶۰ کے درجہ میں ۲۰۰ روپے کے گریڈ میں قایم مقامی کر رہے ہیں ۱۶۰ روپے کے گریڈ میں نو شخص اُن سے سفیر موجود تھے۔ مگر ان میں سے کسی کو دوسو کا گریڈ نہیں ملا۔ نیز یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ قائم مقام لالہ صاحب صرف ایک انڈر گریجوایٹ ہیں۔ (دیکھو نمبر ۶۵۵ رجسٹر آف ایجوکیشن)

۲- جھنگ کے پنڈت رام ناتھ درجہ دوسو روپے میں آجکل ہوشیارپور میں ہیں (؟) انکی جگہ لالہ بیگوانداس کام کر رہے ہیں حالانکہ وہ صرف ۱۲۰ روپے کے گریڈ میں ہیں۔ اور اُن سے اوپر پانچ اور مستحق موجود تھے۔ جن میں کا ایک تو ۱۲۰ روپے ہی کے گریڈ میں ہے اور چار شخص ۱۴۰ کے درجہ میں ہیں اور ان لالہ صاحب کی اپنی اسامی جھنگ کی سکینڈ ماسٹری ہے۔

۳- منٹگمری بابو سہیل سنگھ (۲۰۰ روپے کے گریڈ میں) ان دنوں اسسٹنٹ انسپکٹری کا کام کر رہے ہیں۔ اور لالہ گردھاری لال سکینڈ ماسٹر گجرات انکی جگہ پر اسے بنتے ہیں حالانکہ یہ ۱۴۰ روپے کے گریڈ میں ہیں اور تین مسلمان ان سے سینیر ۱۴۰ کی گریڈ میں موجود تھے۔

۴- اسی طرح بھیرہ کے ہیڈ ماسٹر لالہ گوکل چند (۲۰۰ کے گریڈ میں) ان دنوں جالندھر گئے ہوئے ہیں۔ اور لالہ برج بہاری لال انکی قائمقامی کر رہے ہیں۔

۵- ریواڑی کے مستقل ہیڈ ماسٹر (درجہ ۱۵۰ کے) لالہ کدار ناتھ امسو[illegible] تھے طویل رخصت پر ہیں۔ اور لالہ رام پرشاد کھوسلہ جو اپریل شنہ ۱۹۰۷ء تک سو روپے کے گریڈ میں ستھے۔ اب انکی جگہ - ۱۵۰ روپے پا رہے ہیں۔

ماسٹروں کی لسٹ دیکھنے سے پایا جاتا ہے کہ فی الحال ۲ مسلمان ۲۰۰ کے گریڈ میں ہیں تین مسلمان ۱۶۰ کے درجہ میں۔ تین شخص ۱۴۰ کے اور ۲ شخص سو روپے کے درجہ میں۔ کیا واقعی ان میں سے ایک بھی اس قابل نہ تھا کہ اُسے ہیڈ ماسٹری کے منصب پر قائم مقامی تک کی عزت دیجاتی اور کیا یہ بین واقعات اور اعداد اس بات کا زبردست مسکت ثبوت نہیں ہیں کہ ہندو عملہ والے مسلمانوں کی حق تلفی کا ذمہ اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور ان کا ذرا بھی اُبھرنا یا فلاح پانا نہیں دیکھا نہیں جاتا۔

اس عنوان کے ماتحت ابھی بہت سی اہم باتوں کا انکشاف باقی ہے امید ہے کہ پبلک اور حکام اس سلسلہ کو بغور ملاحظہ فرماتے رہینگے

قصیدہ بصنعت توشیح دربار حضور میں پڑھا گیا

ج	جب وہ ہی پیر طریقت مرتبہ دان سخن	ن	نارسے پیر لکھہ تو اے دل مرح [illegible]
ا	اوس ہمایوں نام کا ہر حرف ہے مثل ہما	ب	بر سر ہر مصرعہ موزوں سعد اسایہ [illegible]
ح	حضرت اقدس کی ہجرت ہی بہشتی مقبرہ	ض	ضامن او خال جنت ہے بہشتی [illegible]
د	روز و شب تسبیح خواں ہیں اُن مزار و پہ ملک	ت	تا رسجہ قدسیوں کا ہوگا [illegible]
ا	احمد ثانی کی خاطر ذات حق نے دیکھئے	م	ماہ رمضان میں لگایا چاند سورج [illegible]
ا	آج وقت خاص میں تشریف لائے ہیں امام	م	ملت اسلام کی عزت ہے [illegible]
ا	اے عدو اس شیر یزداں کے مقابل پر تو دیکھ	ل	لاش ہو جائیگی [illegible]
ذ	زندگی بخش و دم عیسیٰ ہی ان کا خوش کلام	م	مان لے عیسیٰ احمد ہے [illegible]
ا	اے شقی اللہ سے ڈر بدزبانی چھوڑ دے	ت	نیش کژدم [illegible]
غ	غمزہ چشمان مست و نیم وا ہے صبح و شام	ل	لطف بخش چشم نرگس [illegible]
ا	آپکے آنے سے پہلے تھی مسلمانوں پہ موت	م	مہدی پر خوں ریز آئیگا جو ہوگا [illegible]
ا	آپ نے آتے ہی فرمایا کہ وحشی مت بنو	ح	حالت اپنی دیکھو اور ڈالو گریباں [illegible]
م	مومبو سودا ہے یہ سر سے نکالو جلد اسے	د	دل میں سچ جانو تمہارا ہے [illegible]
ق	قل ہو اللہ احد کی دل میں عظمت چاہیے	ا	اہل دل بے جرم کیوں ہو [illegible]
د	دینداری ہے کہاں غمخوار ہے خلق خدا	ی	یہ عقیدہ ہے غلط اے عالمو [illegible]
ا	ایسے محسن بادشاہ سے ہے بغاوت حرام	ن	نظم ملکی ہے جو ہوں ہر دم [illegible]
ی	یہ حکومت ہو سدا قائم الٰہی یوں کہو	ع	عین حکم آیت قرآن ہے دیکھا ہو جان من
ل	لطف ہے دنیا و دین کے شاہ کی تعظیم سب	ی	یاد رکھو تو سرکشی ہے باعث [illegible]
ہ	ہو دیئے بر حق کی قبضہ میں ہے وہ تیغ قلم	ا	آبرو دین کی بڑھی جس سے [illegible]
ل	[illegible] سلامت خاص تا دور فلک	س	سلسلہ [illegible] احمد کا [illegible]
ل	[illegible]	ا	اسم الہامی [illegible]
م	[illegible] آخر زماں کے نام پہ قربان ہو		[illegible] یہ قصیدہ [illegible]

(مصنف دعاگو خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ خاکسار سید قربان علی [illegible] ریاست [illegible] عفی عنہ [illegible])

خفیہ پولیس

اس عنوان سے معزز ہمعصر پیسہ اخبار نے ایک چھوٹا سا لیڈر لکھا ہے میں اس مضمون سے لفظاً لفظاً متفق ہوں اور چونکہ آجکل خفیہ پولیس کے متعلق عام طور پر بدگمانی پھیلائی گئی ہے اور اسے غلط اور جھوٹی رپورٹیں کرنیوالا گروہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ ایسی حالت اور صورت میں ضرورت ہے اس امر کی کہ خفیہ پولیس کے فورس کو زیادہ مفید اور زیادہ باوقعت بنایا جاوے۔ فی الحقیقت اس گروہ میں ایسے قابل اور ذی علم آدمیوں کی ضرورت ہے جو اپنی مستقل مزاجی۔ دقیقہ رسی اور غور کن طبیعت اور راز داری کے اصولوں سے بخوبی واقف ہوں۔ اور فن سراغرسانی کی انہیں باقاعدہ تعلیم دیجاوے اور اس فورس میں شریک اور شامل ہونیوالے معزز طبقہ کے لوگ ہوں یہ بالکل سچ ہے کہ اکثر لوگ محض خفیہ پولیس کا نام لیکر لوگوں کو دھمکا لیتے اور ان سے کچھ وصول کر لیتے ہیں۔ اگر کہیں کوئی ایسا موقع پایا جاوے تو قانون رازداری کے ماتحت ایسے لوگوں کو سخت اور عبرتناک سزائیں دیجاتی ہیں کیونکہ وہ سٹیٹ سیکرٹ کو افشا کرتے ہیں بہرحال معاصر مذکور کا مضمون اس قابل ہے کہ خصوصیت کے ساتھ اسپر توجہ کیجاوے۔

گورنمنٹ نے خفیہ پولیس کا محکمہ جس ضرورت کے پورا کرنے کی غرض سے قائم کیا ہے۔ وہ ضرورت اون لوگوں سے ضرور پوری ہوتی ہے کہ جو کم از کم سب انسپکٹری کے عہدہ میں ہوکر اس کام کو انجام دے رہے ہیں۔ اور ہم نے خود تجربہ کیا ہے کہ جو معزز خاندان کے شریف النسل عہدہ دار ہیں جو پبلک پر اپنی اصلی پوزیشن ظاہر کرنے میں اسقدر احتیاط کرتے ہیں کہ انکی جانب کسی کو سوء ظنی کا موقع ہی نہیں ملتا۔ اور اپنے کار نمایاں کی خدمت کو اس احتیاط سے انجام دیتے ہیں کہ سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے۔

ایک سب انسپکٹر صاحب ریلوے اسٹیشن میں کارخاص پر تعینات کیے گئے۔ صوفیانہ کرتا اور اون کے ہاتھ میں عمدہ دانوں کی تسبیح تھی اور آنے جانے والوں سے بڑے اخلاق سے پیش آکر اپنے فرض کو انجام دیتے تھے۔

ایک انسپکٹر صاحب اپنی ڈیوٹی کے انجام دینے کی غرض سے کسی طوائف کے بالاخانہ پر چڑھے اور اون کا ملازم نیچے بیٹھا رہا۔ اون کے کسی ملنے والیکو کسی ذریعہ سے اطلاع ہوگئی اور انسپکٹر صاحب کی تلاش میں نیچے اون کے ملازم سے تصدیق کرکے بالاخانہ پر چڑھ گیا۔ انسپکٹر صاحب نے اون سے دریافت کیا کہ آپ کو میرا پتہ کیونکر ملا۔ اور یہ خیال کیا میرے ملازم نے بتایا ہوگا۔ کہ میں یہاں ہوں۔ چنانچہ فوراً اپنے ملازم کو بلا کر اوس تنک کا اس کا حساب بے باق کرکے موقوف کردیا۔

میرٹھ کی پولیس نے ایک شخص کا آوارہ گردی میں چالان کیا ڈپٹی مجسٹریٹ کے یہاں مقدمہ ہوا۔ پولیس کیطرف سے مصنوعی کافی ثبوت بہم پہونچایا گیا۔ اور ملزم کیطرف سے کوئی کافی صفائی نہ گذری مقدمہ ختم ہوا۔ اور فیصلہ سنانے کی تاریخ اور وقت مقرر کیا گیا۔ جسوقت حاکم فیصلہ سنانے کے لئے تیار ہوا اور قریب تھا کہ ملزم کو سزا دیجاوے۔ اوس نے ڈپٹی مجسٹریٹ سے عرض کیا کہ مجھے آپ کے کان میں ایک بات عرض کرنی ہے اوس کے بعد آپ فیصلہ سنائیں۔ حاکم نے اس کو منظور کرکے ملزم کی بات کو علیحدہ سن لیا مگر اوس بات نے یہ اثر کیا کہ فیصلہ سنانا ملتوی کردیا اور ملزم کی اوس خاص بات کی تصدیق کے لئے تار وغیرہ بھیجے گئے اور اخیر میں یہ ثابت ہوا جیسا کہ اُس نے حاکم کے کان میں کہا تھا۔ کہ وہ خفیہ پولیس کا سب انسپکٹر ہے اور فلاں جگہ سے کار خاص پر تعینات کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ رہا کر دیا گیا۔ مگر جس ضلع کا وہ شخص تھا وہاں سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اوس پر اعتراض کیا۔ اور اوس پر مقدمہ چلانا چاہا۔ کہ کیوں اوس نے اپنی خفیہ حالت کو ظاہر کیا اس کے جواب میں سب انسپکٹر نے اپنا معقول عذر یہ پیش کیا کہ میں نے دوران مقدمہ میں انتہا سے زیادہ احتیاط کی اور جب میں نے دیکھا کہ مجھے سزا ہوئی جاتی ہے تو میں نے سزا کو بے پرواہی سے نہ قبول کیا۔ مگر اس خیال نے مجھے مجبور کیا کہ اگر میں جیلخانہ میں رہوں گا تو اپنے کارخاص کو انجام نہ دے سکونگا اس وجہ سے محض حاکم کے کان میں خفیہ طور سے اپنی حالت کا عذر کر دیا۔ عذر معقول تھا قبول کر لیا گیا۔ حالت موجودہ میں جو خفیہ پولیس کا محکمہ ہندوستان میں قایم ہے اوس میں جو سب درجہ کے ملازموں کی عجیب شان ہے۔ ضرورت تو یہ ہے کہ وہ اپنی شان کو اپنے عہدہ کو اپنے کام کو چھپائیں۔ مگر بجائے اس کے ہوتا یہ ہے۔ کہ مخبر بطور لوگوں کے ڈرانے دھمکانے بعض اوقات کچھ وصول کرنے اور پبلک پر اثر ڈالنے کے لئے اپنے آپ کو خفیہ پولیس کا انسپکٹر یا سب انسپکٹر ظاہر کرتے ہیں۔ چاہے ہوں کانسٹبل یا یہ کوشش ہوتی ہے کہ لوگ ہم سے ڈریں۔ اور خفیہ پولیس کا نام سنکر ہماری وقعت کریں۔ جو لوگ اپنی خدمت کو اس برے عنوان سے انجام دینے کے عادی ہیں کیا اُن سے رعایا کا نفع۔ گورنمنٹ کی وفاداری ظاہر ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسی وجہ سے ضرورت ہے کہ اس محکمہ میں ایسے لوگ رکھے جائیں کہ جو ان باتوں کے عادی نہ ہوں اور اپنی ڈیوٹی کو اوسی ایمانداری کے ساتھ انجام دیں کہ جس کے لئے وہ تعینات کئے گئے ہیں انسپکٹر جنرل پولیس ضلعوں کے سپرنٹنڈنٹ۔ اور ڈی ٹیکٹو پولیس کے افسر اعلےٰ اسپر نوٹس لیں اور اس کے انتظام اور ملازمین کی حالت کا اندازہ کرکے ایماندار اور معزز شخصوں کو مقرر فرمائیں۔

حقیقت نماز شائع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جسمیں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو پوری تفصیل سے لکھا گیا شائع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسایل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر بھی مختصراً بحث کی ہے اور جیساکہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں آخری پارہ کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درست کیگئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کے [illegible]

(فتح محمد)

مختصر نوٹ

ایک قابل اعتراض کتاب

انجمن امداد الاسلام کراچی نے حال میں ایک عرضداشت کے ذریعہ صاحب ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم صوبہ بمبئی کو گجراتی زبان کی چھٹی کتاب کی طرف توجہ دلائی ہے یہ کتاب سندھ کے ورنیکلر سکولوں میں مروج ہے اس میں ایک سبق بعنوان محمدؐ اور اسلام بھی ہے جس میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر نہایت سفیہانہ اور ناجائز حملے کئے گئے ہیں صرف نفس مضمون ہی نہیں بلکہ طرز بیان اور زبان بھی صاف طور پر اسلام اور مسلمانوں کی اہانت اور دل آزاری کرنے والی ہے۔ اسکے علاوہ اور بھی کئی مقامات پر اس کتاب میں مسلمانوں کی سخت دل آزاری کیگئی ہے نہیں معلوم ایسی فتنہ زا کتابیں کیونکر داخل کورس ہو جاتی ہیں امید کیجاتی ہے کہ بہت جلد اسپر توجہ ہوگی اور اعلیٰ افسران سررشتہ تعلیم صوبہ بمبئی انڈیا بھر کی مسلم کمیونٹی کو شکر گذاری کا موقع دینگے۔

اکنی کا سکہ

ایک آنہ کا جدید سکہ کل ہندوستان میں یکم اگست ۱۹۰۷ء سے جاری ہو جائیگا یہ سکہ مروجہ چونی سے کسی قدر بڑا اور موٹائی میں بھی اس سے زیادہ ہوگا تاہم تمیز کیلئے اسکے کنارے پر دندانوں کی بجائے عجیب طرح کی بلدار بیل ہوگی اس کی ایک طرف حضور ملک معظم کی تاجدار شبیہ ہوگی جسکے گرد حسب معمول الفاظ "ایڈورڈ ہفتم شاہ و شہنشاہ" ہونگے اور دوسری طرف ملک اور سنہ کے نام کے علاوہ پانچ زبانوں انگریزی۔ اردو۔ ناگری۔ بنگالی۔ اور تلیگو میں ایک آنہ لکھا ہوگا اور وسط میں ایک موٹا ہندسہ ثبت ہوگا۔

انسداد

ناظرین کو معلوم ہے کہ سیالکوٹ اور لودہانہ میں ٹکٹ فروشی کی بہت بڑی کثرت ہوگئی تھی۔ بعض چالاک تاجر انعامی ٹکٹ وی پی کرکے بھیجتے تھے اور بیہودہ ان ٹکٹوں کا انعام کی خاطر ان ٹکٹوں کو بھیجنے پر مجبور ہوتا تھا۔ اس طرح پر یہ سلسلہ خطرناک طور پر ترقی کر گیا اور لودہانہ اور سیالکوٹ میں بعض لوگوں نے اس طریق سے خوب وارے نیارے کئے اور کتنے ہی غریب بیچارے اس طرز سے لٹ گئے۔ اب ڈاکخانہ کے اعلیٰ افسروں نے حکم نافذ کیا ہے کہ آئندہ مفصلہ ذیل پانچ ڈاکخانوں یعنے سیالکوٹ شہر۔ کنک منڈی (سیالکوٹ) لودہانہ۔ لدھیانہ شہر و بیرانا بازار (لودہانہ) سے جو وی پی اشیاء روانہ ہوں اُن کے خریداروں کو خصوصاً اس امر کی تصدیق کرنی پڑیگی کہ جس مرسلہ کا نام ان اشیاء کی فہرست میں درج ہے جن کی از روئے قواعد ڈاکخانہ ڈاک میں بھیجنے کی اجازت ہے اس حکم سے اس ٹکٹ فروشی کا انسداد ہوگیا۔ کیا اچھا ہو اگر ایسے لوگوں کے کاغذات کی پڑتال کرکے اُن سے باقاعدہ قانونی سلوک کیا جاوے۔ اور جن لوگوں سے روپیہ وصول کیا گیا ہے اُن کو واپس دلایا جاوے۔

فحش نویسی کی سزا

آگرہ کے اخبار مسافر کو جو لیکھرام مقتول کے مشن دشنام دہی کی یادگار سمجھا جاتا تھا فحش نویسی کے جرم میں ایک ماہ قید کی سزا ہوئی۔ یہ مقدمہ جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے گورنمنٹ کی طرف سے دائر کیا گیا تھا۔ اخبار مسافر کے آریہ ایڈیٹر پنڈت بھوجدت صاحب نے کئے کا پھل پایا اور کسی سابقہ جنم کی کرتوت کا نتیجہ بھگتا اس خیال سے نہ انھیں افسوس ہوگا نہ دوسروں کو رنج البتہ آریہ سماج کو سنبھل جانا چاہیئے کہ ایسے لوگوں کی اہانت اور سرپرستی سے وہ اپنا ہاتھ روک لے جو اس کی بدنامی کا موجب ہیں۔

پیسہ اخبار کی غلط بیانی

منشی محبوب عالم صاحب ۱۵ جولائی کے پیسہ میں آریہ سماج کی سختی کی پالیسی کے عنوان کے نیچے ایک مختصر سا نوٹ لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ۔

"لیکن آریہ سماج نے کچھ تو خود بخود ہی اپنی پالیسی ایسی اندھا دھند رکھی اور کچھ قادیانی جماعت کی کتب مثل سرمہ چشم آریہ نے ایسی انگیٹھی کو ٹھیلنے کا بہانہ بنا دیا"

اس فقرہ میں اگرچہ مسٹر محبوب عالم آریہ سماج کی بدگوئی کو تسلیم کرتا مگر اس عداوت کی وجہ سے جو اسے سلسلہ حقہ سے ہے وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بعض کتب کو اس کی وجہ قرار دیتا ہے جو سراسر جھوٹ اور شرارت ہے۔ کاش اگر محبوب عالم سرمہ چشم آریہ کو پڑھ لیتا تو اسے ایسی کتاب کا اس موقعہ پر حوالہ دیتے ہوئے شرم آتی۔ سرمہ چشم آریہ کیا ہے؟ یہ ایک مباحثہ کی روئیداد ہے جو آریہ سماج کے ایک لیڈر منشی مرلی دھر اور حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کے درمیان بمقام ہوشیارپور خود لالہ مرلی دھر کے اصرار اور تحریک سے ہوا اور پھر اس میں ایک بھی جملہ یا فقرہ یقیناً ایسا نہیں جس کو کوئی شریف۔ ذی علم۔ خلاف تہذیب کہہ سکے یا سخت اور خلاف واقعہ بتائے۔

آریہ سماج نے خود مفسدانہ لٹریچر اور دل آزار تحریریں شائع کرنے میں ابتدا کی۔ کیا ستیارتھ پرکاش حضرت مرزا صاحب کی کسی کتاب کا جواب ہے جس کے چودہویں سمولاس میں دل کھول کر گالیاں دی گئی ہیں۔ حضرت اقدس نے اگر کوئی کتاب آریہ سماج کے مذہب کی قلعی کھولنے کے لئے لکھی ہے تو وہ خود آریوں کی اپنی تحریک اور اصرار پر انکے اعتراضوں کے جواب میں لکھی ہے۔ پھر آریہ سماج کی سخت گوئی کی پالیسی اور دل آزار لٹریچر کی وجہ میں قادیانی لٹریچر کا حوالہ دینا سخت درجہ کی بےانصافی اور ظلم ہے جس کی مسٹر محبوب عالم کو تلافی کرنی چاہیئے۔

آریوں کی بدزبانی کے خود آریہ گواہ ہیں

آریوں کی دشنام دہی اور سخت گوئی کی پالیسی پر کسی غیر کی شہادت کی حاجت نہیں گذشتہ سالانہ جلسہ گروکل کی مجلس شوریٰ میں جہاں قومی اہم معاملات پر آریہ سماج کے برگزیدہ رکن غور کر رہے تھے آریہ اُپدیشکوں کی بدزبانی کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ گوروکل کانگڑی کے ہیڈ ماسٹر رام دیو جی بی۔ اے نے صاف طور پر اقرار کیا کہ "ہمارا طریقہ تحریر و تقریر اسقدر ناموزوں ہے کہ اس میں تبدیلی کرنے کی سخت ضرورت ہے"

اور اخبار ہندوستانی کے معزز اور ذی علم ایڈیٹر نے آریہ سماج کے لئے ایک خاص آرٹیکل کے ذریعہ سخت زبانی سے باز رہنے کی ہدایت کی تھی۔ ایسی حالت اور صورت میں آریہ سماج کی تحریر اور تقریر کا ناموزوں اور سخت طریق انکا اپنا ہی مسلّم مسئلہ ہے۔ اور اسکے لئے کسی اور تائید کی حاجت نہیں ہے۔ خود مسٹر محبوب عالم اپنے ایک نوٹ میں آریہ اُپدیشکوں کو روکا جاوے یوں رقمطراز ہے۔

یہانتک کہ گذشتہ جلسہ گروکل کے موقع پر بعض آریہ لیڈروں کو خود ہی اس بات کا احساس ہونے لگا کہ ہماری سماج کی یہ عداوت انگیزی اور دشنام دہی کی پالیسی پسندیدہ نہیں چنانچہ اس موقع پر اس پالیسی کو نرم کرنے کی صلاح دیگئی۔ اور ایک گروہ نے مناسب سمجھا کہ آئندہ آریہ اُپدیشکوں کو ایسی ناگوار سخت کلامی سے روکا جائے کہ جس سے دیگر مذاہب والوں سے ہمیشہ چھیڑ چھاڑ رہتی ہے۔ اور آریہ سماج اور دیگر مذاہب کے درمیان عداوت بڑھتی جاتی ہے ابھی زیادہ مدت نہیں گذری تھی کہ [illegible] کے آریہ لیڈروں کو لاٹ صاحب کے حضور میں تسلیم کرنا پڑا کہ بوجہ انکی سماج کی ایسی مذہبی پالیسی کے باقی سب مذاہب کے لوگوں سے اُن کی عداوت ہے۔ لیکن گھر پہنچکر ٹھنڈے دل سے انھوں نے سوچا تو ہوگا کہ اس قسم کی عداوت پیدا کرنے سے فائدہ کیا [illegible]

ملفوظات کریم

میں معمولاً ایک روز حضرت مخدوم الملۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی سیرۃ کے لئے جمع کردہ مسٹریل کی پڑتال کر رہا تھا کہ مجھے مولانا مرحوم کا لکھا ہوا ایک ورق دستیاب ہوا۔ یہ امر تو ناظرین پر اظہر من الشمس ہے کہ مرحوم کی طبیعت میں روافض کے رد کے لئے اسقدر جوش اور سرگرمی تھی جو اپنی نظیر آپ ہی تھی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے آپ کو ایسی محبت اور ان کی ایسی عظمت دل میں تھی کہ بیٹھتے اٹھتے ان کے کارناموں کا تذکرہ کر کے بے اختیار اشکبار ہو جاتے۔ یہ تحریر جو مجھے ملی ہے اس کو پڑھ کر ناظرین ایک غیر معمولی شوکت اسلام کا پتہ لگا سکیں جس کے اظہار کے لئے مولانا مرحوم کے قلم اور زبان کو توفیق دی گئی تھی۔ مولانا مرحوم کی یہ تحریر جہاں ناظرین کو محظوظ کریگی وہاں بے اختیار وہ نورانی بارعب شکل سامنے آکر ایک بار ناظرین کو پہلا سماں دکھا دے گی۔ میں اب زیادہ اس تمہید میں نہیں لکھ سکتا کیونکہ

بیان یہ درد سے گذری ہوئی اگلی کہانی ہے

ہاں ناظرین سے یہ التجا کرتا ہوں کہ وہ اس مضمون کو پڑھ کر مولانا مرحوم کے مراتب و درجات کی بلندی اور قرب الٰہی کے لئے درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے قرب اور رضا کے مقام میں اٹھائے اور ان کی کمیوں اور کمزوریوں پر قلم عفو پھیر کر اولاد کے مراتب بلند کرے اور جوار رحمت میں جگہ دے۔ اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد و بارک وسلم۔

ایڈیٹر

(وہ مضمون یہ ہے)

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ... فَسَیُنْفِقُوْنَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ عَلَیْھِمْ حَسْرَۃً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی جَھَنَّمَ یُحْشَرُوْنَ (سورۃ الانفال ع ۴)

آیت فسینفقونہا الا اس سے معلوم ہوا کہ مومنین کا انفاق ہر حال مفید ہوگا اور منافقین کا انفاق اسیر حسرت کا موجب ہوگا۔ رافضات بتاتے ہیں کہ ابو بکر نے انفاق کیا۔ بالکل سے کم آیت الذین انفقوا من قبل الفتح — ثابت کرتی ہے کہ کچھ لوگ ایسے تھے جنہوں نے فتح مکہ سے قبل ضروریات اسلام پر بہت کچھ خرچ کیا اور بہت کچھ۔ اس لئے کہ قرآن مہتم بالشان امر کا ذکر کرتا ہے۔ ان کا نشان یہ ہے اعظم درجۃ اولاً خدا نے ابو بکر کو تمام قوم کی نسبت درجہ میں ممتاز فرمایا اور اس سے ثابت کر دیا کہ ان منفقوں کا ہی اسوہ ہے جنہوں نے قبل فتح کے انفاق کیا۔ شیعوں کے جس بڑے داتا پیشوا فرماتے ہیں انفاق کے لحاظ سے حضرت علی کا بڑا درجہ ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے عین نماز میں ایک سائل کو ایک چھلا عطا فرمایا تھا۔ جہاں جہاں قرآن کریم میں خدا کی راہ میں بڑے بڑے نامی گرامی خرچ کرنے والوں کا ذکر آتا ہے اسی دو ڈھائی پیسہ کے چھلے والے صاحب کا ذکر ہے۔ مگر شیعہ محقق نہ اس طرف توجہ کرتے [illegible]

ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں جسقدر قرضہ کے اعلان و اشتہار دیئے ہیں (کما قال تعالیٰ شانہ) مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً اور مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ اس درخواست کو حضرت علی نے ایک اوچھے چھلے فروخت کرنے کے بل پر کر دیا اور جیش العسرۃ اور دوسری ضروریات اسلام کے لئے جسقدر روپیہ کی ضرورت پڑی وہ سب ضرورتیں جناب مشکل کشا کے اسی چھلے کی قیمت سے پوری ہو گئیں۔ مگر افسوس اور سخت کڑھنے کی بات ہے کہ خدا کے کلام اور اس کے کام نے اس بڑے دولت مند اور سخی بہادر چھلے والے کی داد و دہش کی کوئی داد نہیں دی۔ ساری غرض تو اس کی یہ تھی اور قبلہ ہمت ایک ہی امر تھا کہ وہ حضرت نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یا اپنے خسر مکرم کا پہلا جانشین ہوتا اور حضرت خسر مکرم کی ساری عمر کی کوشش اور دہائی اور خم غدیر کی داد فریاد کا نچوڑ بھی تھا کہ ان کی گدی خالی ہونے کے بعد اسی کے وجود سے مزین ہو۔ اہل بیت گھروں میں خلفائے ثلثہ کے وقتوں میں الگ ماتم اور شیون برپا رہا۔ وہ آہ سرد کھینچ کھینچ کر پیٹتے جلتے اور کوستے مخالفوں کا کشتہ و کشتے مر گئے اور ان کی حق رسی نہ ہوئی۔ ان ناشاد ناکاموں کے بعد ان کے ترکہ کے وارث تیرہ سو برس سے اب تک عزاداری کی محفلیں اور چھاتی کوٹنے اور منہ نوچنے اور خلفائے ثلثہ پر گالیوں کے تیر چھوڑنے سے رات دن اس کوشش میں لگے ہیں کہ اس چھلے والے صاحب کا حق ثابت کریں مگر وہ گراں قدر محروم الارث اب تک ایک نمبر بھی آگے سرک نہیں سکا۔ خیر پہلے نمبر پر نہ سہی تو دوسرے پر۔ دوسرے پر نہ سہی تیسرے ہی پر پہنچ جاتا۔ مگر افسوس اب تک تو کچھ نہیں بنا۔ آئندہ بھی خیر نظر نہیں آتی۔ ساری امیدوں کا قبلہ گاہ تو وہ سر من رای کی تاریک غار کا چلہ گزین بنا ہوا تھا اسے ہی غار کے اندر دیمک چاٹ گئی۔ اسکی آمد کی خوابیں دیکھتے دیکھتے بڑے بڑے شیعہ مومنوں کے سر سفید ہو گئے ہیں اور انتہائے دل بہلانے کی کہانی کے سوا اور کچھ نہیں۔ آخر خدا خدا کر کے حضرت مہدی علیہ السلام تشریف لائے تو وہ بھی صدیقی ہی نکلے۔ اس سے بیشتر اس پر حسرت ناشاد مذہب کی بڑی بدقسمتی کی فال لیتا ہوں۔ اصل یہ کہ وہی زمانہ تھے جن میں مومنوں کی امیدیں بر آسکتی تھیں۔ پہلا زمانہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اس طرح گذرا کہ حضرات شیعہ اور ان کے پیشوا ارمان بھرے سینے اور غمزدہ دل لیکر خاک میں مل گئے آخر غم غلط کرنے یا طفل تسلی کے طور پر چند افسانے تراشے اور سوگواری کی مجلسوں کی آب و تاب اور سیاہ پوشی کی رونق بازار ان سے کر لی اور شدت انتظار سے دل و جگر کباب رہتے تھے کہ سر من رای کے نقاب پوش ایسا آتے ہیں اور غاصب ناصبیوں سے اگلی پچھلی ساری کسریں نکالتے ہیں۔ وہ حضرت بھی ظہور فرما ہوا تو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود اور مہدی مسعود کی صورت میں اور یہ حضرت مہدی ایسے پکے سنی اور متعصب ابو بکری ہیں کہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر اور عمر تو جلیل الشان صحابہ سے ہیں جو شخص ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کا بغض دل میں رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی درگاہ سے راندہ ہو۔ حضرت نبی کریم

صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے محروم ہے۔ پہلا زمانہ اس رنگ میں گذرا پچھلے کا یہ حال ہے اور تیسرا کوئی وقت نہیں۔ یہ عجیب بات اور مشترک اعتراف ہے کہ یہود، نصاری، سنی اور شیعہ یہ دو ہی زمانے تسلیم کرتے ہیں۔ یہود بھی آخری زمانہ میں ایک مسیح کے منتظر ہیں جیسے غیر قوموں کے جوئے سے اپنی قوم کو سبکدوش کرنیوالا سمجھتے ہیں۔ نصاری بھی مسیح اول کی نامرادی اور ناکامی کی تلافی کے لئے ایک جلالی آمد ثانی کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ شیعوں کے شیون و بکا کی آوازیں آئے دن کون نہیں سنتا جو مہدی کے ظہور کے لئے کیسے بےچین ہو رہے ہیں۔ سنی بھی آخری زمانہ میں مسیح و مہدی کی آمد پر ایمان رکھتے ہیں۔

بات تو یہ صحیح تھی اور یہ مشترکہ عقیدہ بڑا سچا عقیدہ اور خدا تعالیٰ کی کتابوں کا سکھایا ہوا اور تمام نبیوں کا بتایا ہوا عقیدہ تھا۔ آخر وعدہ الٰہی آیا اور وقت پر آیا اور ضرورت حقہ کے سارے سامان لیکر آیا اور فخر و عزت کا تاج سنیوں کے سر پر رکھا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کے کلام اور کام نے دو گواہیوں یعنی مضبوط شہادت سے پہلے کی سورت و سیرۃ پہنچکر حق کو غالب اور باطل کو سرنگوں کر دیا فللّٰہ الحمد فی الاولٰی والآخرۃ

والذین کفروا الی جہنم یحشرون لیمیز اللہ الخبیث من الطیب۔ الآیہ۔ انجام کار یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ خبیث اور طیب میں فرق کر کے دکھا دیگا۔ خبیث سے مراد ہے وہ انفاق (خرچ کرنا) جو اسلام کی عداوت اور حضرت رسول کریم کی بیخ کنی میں خرچ کیا جاتا تھا اور طیب سے وہ انفاق مراد ہے جو اعلائے کلمۃ اللہ میں خرچ کیا جاتا تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل کی عجیب بات یہ ہے کہ اس موقع پر مولانا امام رازی رضی اللہ عنہ کا ذہن بھی اسی صداقت کیطرف منتقل ہوا ہے جیسے آپ فرماتے ہیں (رضی اللہ عنہ وارضاہ) المراد بالخبیث نفقۃ الکافر علی عداوۃ محمد وبالطیب نفقۃ المؤمن فی جہاد الکفار کانفاق ابی بکر وعثمان فی نصرۃ الرسول علیہ الصلوۃ والسلام۔ اگرچہ حضرت رازی نے اس ترتیب اور نظام کا لحاظ نہیں کیا جو خدا تعالیٰ نے خاص حکمت اور ارادہ سے حضرت صاحب الغار اور امام الناصرینؓ صداقت اور حقیت کے اثبات کے لئے اس ساری سورت میں ملحوظ رکھی ہے اور نہ حضرت رازی اور دوسرے مفسروں کا ذہن اس طرف گیا ہے کہ کیوں اس ساری سورت میں آگے پیچھے ادھر ادھر منافقوں کا اور کافروں کا جوش ذکر ہے اور اسی کے ضمن میں ادھر ادھر ہونہار مقامات میں مہاجرین مومنوں اور السابقون الاولون اور پھر خصوصیت سے اس عظیم الشان نصرت کا ذکر ہے جو یار غار سے ظہور میں آئی۔ مگر کہیں کہیں خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ان بزرگ قابل قدر مفسروں کے منہ سے بھی اور بیش قیمت بات نکل ہی جاتی ہے۔ غرض اس آیت میں خدا تعالیٰ نے دو گروہوں کا ذکر کیا ہے جو مال خرچ کرتے ہیں اور یہ دعوی کیا ہے کہ ان دونوں گروہوں کی قسمت کا آخرکار فیصلہ کر دیا جائیگا۔ اور آخری فیصلہ سے ثابت ہو جائیگا کہ خدا تعالیٰ کے منشاء کے موافق کس کا مال خرچ ہوتا تھا اور اس کے خلاف کون خرچ کرتا تھا۔ اور ایک جگہ خدا تعالیٰ اپنے کلام میں

یہ بھی وعدہ کر چکا تھا کہ جو اس کے منشاء کے موافق خرچ کرنیوالے اور فتح مکہ سے قبل مصائب کے زمانوں میں خرچ کرنیوالے تھے ان کو سب سے بڑا درجہ دیکر ان کا اکرام عالم پر آشکار کر دونگا۔ یہ خدا تعالیٰ کے اس وعید کو جو خبیث و طیب کی تمیز کی نسبت فرمایا اور اس وعدہ کو جو قبل الفتح منفقین کے حق میں فرمایا آنکھ کے سامنے رکھکر غور کرنا اور سچے فیصلہ پر پہنچنا چاہیے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ قریش مکہ کے بڑے بڑے سردار اور ان کے ہمرنگ جو اسلام کی تباہی کے لئے روپیہ خرچ کرتے تھے نیست و نابود ہو گئے۔ اور کیا اسی طرح یہ ثابت شدہ حقیقت نہیں کہ ایک گروہ ضرور تھا جو خدا کی راہ میں مالوں کو خرچ کرتا تھا۔ اس گروہ کے وجود کو تو بہت سے مقامات میں خود خدا کا کلام ثابت کرتا ہے۔ بہر حال یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یہ برگزیدہ گروہ تھا۔ اور ان میں بھی وہ گروہ خصوصیت سے مذکور ہوا ہے جنہوں نے فتح مکہ سے پیشتر مصیبت اور تنگی کے وقتوں میں خدا کی راہ میں مال خرچ کیا۔ یہ تو واقعات ہیں جنکی صداقت کی گواہی خدا کا کلام دیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے ایسے گروہ کا نشان یہ بتایا کہ ان کو ان کے غیروں پر کھلا امتیاز اور فوق دیا جائے گا۔ اس لئے کہ خدا کی عادت اور سنت ہے کہ وہ کسی کا قرضہ اپنے پاس نہیں لیتا اور واپس نہیں کرتا۔ جب تک اس عالم میں بیشمار سود کے ساتھ اسے واپس نہ کرے۔ سو جب ہم خدا تعالیٰ کی کلام کی تفسیر کے لئے اس کے روشن کام میں نظر کرتے ہیں۔ تو ادھر ہی صاف دیکھتے ہیں کہ وہ دلدادہ اسلام کے آدم ثانی خلیفہ بلا فصل ابوبکر صدیق کے حق میں بعد میں حضرت خاتم النبیین امام المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی خلافت نبوت بلا فصل سے بڑھکر کونسا درجہ اور فضیلت ہوسکتا ہے۔ اس سے زیادہ بدقسمت کون ہے جو ان دو گواہوں کی سچی گواہی کے بعد بھی حضرت صدیق کے فضل اور مرتبہ پر ایمان نہ لائے۔

اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ اس فیصلہ کا ذکر کرتا ہے جو ان کفار کے حق میں نافذ ہو چکا ہے جو انبیاء کی راہ میں روکیں ڈالتے اور انکی تخریب و تذلیل میں مال خرچ کرتے ہیں جیسے فرماتا ہے۔

قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفر لھم ما قد سلف وان یعودوا فقد مضت سنۃ الاولین۔

ترجمہ۔ ان کافروں کو سنا دو کہ اگر وہ شرارتوں سے باز آجائیں تو گذشتہ قصور معاف کر دیئے جائیں گے اور اگر ان شرارتوں پر اصرار کریں گے تو انہیں مخفی نہیں جو پہلے لوگوں کا حال ہوا جنہوں نے انبیاء کے خلاف سازشیں کیں اور ان کے لئے بہت قریب کی ہی جنگ بدر کی نظیر گذر چکی ہے۔

اس فیصلہ میں اللہ تعالیٰ اپنی لاتبدیل قطعی سنت بتاتا ہے کہ زبردست شریر موذی جو کسی وقت انبیاء کے خلاف جان و مال سے کارروائی کرتے ہیں ہلاکت اور سزا سے بچ نہیں سکتے۔ یہ ساری تمہید ایک سلیم الفطرت انسان کو آہستہ آہستہ اس مقصد کیطرف لیجاتی ہیں جو اس تمام سورت کی علت غائی ہے۔ ان آیتوں کا صاف منطوق یہ ہے کہ وہ سابقون اولون مہاجر اور ان کا امام صاحب غار رسول خدا کی معیت و نصرت و تائید اور اسلام کی خدمت کے

ثابت قدم اور سچے مخلص ہیں جیسے ان کا آغاز مبارک تھا ان کا انجام اس سے بھی بڑھکر مبارک ہوا۔ انکی کامیابیوں نے محض خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق انکو حصہ میں آئیں اور ان کے مخالفوں نے جو خدا تعالیٰ کے وعید کے مطابق ہیزم نار جہنم ہوئے اسپر مہر لگا دی کہ وہ وہی سچے مومن تھے جن کی طرف خدا تعالیٰ کی کلام خوبصورت درختاں ہاتھ بنکر اشارے کرتے ہیں۔ اور وہ راستباز تھے اور انکی نیتیں رسول خدا کی معیت اور اسلام کی خدمت میں دنیا کی سفلی شایشوں اور خسیس لالچوں سے ملوث نہیں۔ یا بقول شیعوں کے آخرکار ان کے نشیبوں میں فتور آگیا اور خدا تعالیٰ کے علم میں تو ضرور تھا کہ آخرکار وہ کامیابی کا پیالہ پیکر بدمست ہوجائینگے اور اس بدمستی میں کسی کا حق چھین لینگے کسی کے باغ پر بیجا قبضہ کرلیں گے اور کسی کے پیٹ پر لات مارکر اسقاط حمل کردینگے یا یوں کہو کہ خدا کے چنے ہوئے گھرانے کو ماتم کدہ اور نحوست خانہ بنادینگے تو سوال یہ ہے کہ وہ وعدے جو خدا تعالیٰ کے کلام میں مومنوں مخلصوں سابقوں پہلوں مہاجروں ناصروں سے کئے تھے وا دموم میں ان کے حق میں کیوں پورے ہوئے۔ اور خدا تعالیٰ کی تمام مقرر کردہ علامتیں مومنوں کے امتیاز اور فرق کے لئے قرآن کریم میں مذکور ہوئیں وہ حرفاً حرفاً ان پر کیوں صادق آئیں۔ اور ان تمام وعیدوں اور لعنتوں سے جو منافق۔ ذلت۔ حبط اعمال یعنی قد ظہر البغضاء من افواھھم کی قسم سے منافقوں اور کافروں پر پڑیں اور اسی جہان میں پڑیں وہ کیوں محفوظ رہے۔ اگر ان وعدوں کا مصداق آنے والا میں کسیکو نہ مانا جائیگا اور ان وعیدوں کا موعود بنا اس عالم میں کسیکو تسلیم نہ کیا جائیگا تو قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونیکا کوئی ثبوت نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام اور واقعات عالم نے ثابت کردیا ہے کہ وہ قوم کہ وہ اسی جہان میں خدا تعالیٰ کے وعدہ وعید کا مزہ چکھکر دوسرے عالم کیطرف گئے ہیں خدا تعالیٰ ہمیشہ انتشار سے کرتیج کے ہاتھ ہیں خدا تعالیٰ کی کلام اور کام میں فرق نہیں۔ اور وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے پیروؤں کی جماعت ایسی بابشر نہیں ہوسکتی جنہوں نے خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق نبوۃ کیطرح خلافت قائم کی ہو اور اسلام کو وہ شوکت اور نصرت اور اقتدار اور تمکن ملا ہو جو خدا تعالیٰ نے خلق سے حق کی بلاغت ٹھیرایا تھا۔

اس بات کے اظہار کیلئے کہ خلیفۃ اللہ و خلیفہ رسول اللہ حضرت صدیق اور آپ کی جماعت ابتدا سے آخر تک سچے ایمان پر رہے اور اس ایمان اور اخلاص میں کبھی کسیوقت کوئی تزلزل اور تردد پیدا نہ ہوا اور وہ بے شک حقی خلافت بلافصل اور مستحکم اخلاص اور قوی ایمان کا ثمرہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں ایک ابدی مستقل سنت بیان فرمائی ہے۔ اسمیں یہ ظاہر کیا ہے کہ انسان پر کب ایسا وقت آتا ہے کہ وہ اس قابل ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے دی ہوئی نعمت سلب کرلے۔ کا قال ذٰلک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمھا علیٰ قوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔ اللہ تعالیٰ کی عادت میں داخل نہیں کہ دی ہوئی نعمت کسی قوم سے چھین لے اور انکی خوشحالی کو بدحالی سے بدل دے جب تک وہ اپنی باطنی حالت اور خدا کے تعلقات میں فرق نہ ڈال لیں۔ اس آیت نے بڑی صراحت سے ثابت کردیا کہ وہ پہلے مومن جو نصرت اسلام میں قیامت تک ناصران اسلام کیلئے نمونہ ہیں اور سب سے بڑھکر خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوئے تھے ان کے دلی تعلقات اور انکی باطنی حالت خدا تعالیٰ سے ہمیشہ لاتبدیل صفائی اور راستی کے ساتھ رہی۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی دی ہوئی نعمت خلافت نبوۃ ان سے اسوقت چھینی اور نہ قیامت تک اس گراں بہا خلعت سے وہ کبھی برہنہ ہونگے۔ خواہ ان کے دشمن چیختے چلاتے ہلاک ہوجائیں

عالم الغیب خدا کو اگر نعوذ باللہ حضرت ابوبکر اور آپ کی جماعت کی نسبت ایسا دہوکہ لگ گیا جبکہ وہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اپنے کھوٹے تانبے کو چمکدار سونا کرکے دکھاتے تھے تو کیا اس وقت بھی دہوکے اور مغالطہ کی ٹٹی سامنے سے نہ اٹھ گئی جب کہ خلافت کے منبر پر پاؤں رکھنے میں بدنیتی نے بڑے زور شور کے ساتھ اپنا ظہور دکھانا شروع کیا۔

حاشیہ:۔ نصیریوں کے قادر مطلق خدا علی اور شیعہ مومنین کے مقصود الکل من الکل للکل اسد اللہ خیبر شکن عالم علم ما کان و ما یکون زوج بتول داماد رسول علی کی حق تلفی اور تمام اہلبیت یا خدا کے کنبے کی تباہی کوئی آسان بات تھی۔ اول تو تغییر غیبت ہی ابوبکر کی ساختہ پرداختہ کو زیر و زبر کرنے کیلئے کافی سامان تھا۔ یہ افعال ناشائستہ کا وقوع سلب نعمت کے لئے سب سے بڑھکر ذریعہ تھا۔ خدا تعالیٰ کو تخت کا تختہ بنانا اور بنے بنائے کام کا بگاڑ دینا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ جیسے اس سورت میں اپنی قدرت نمائی کے لئے نمونے دکھاتا ہے کہ کسی طرح ناتوان مسلمانوں کو یاس کی حالت میں بدر کی فتح کا شرف عطا کیا۔ خدا تعالیٰ قادر تھا کہ حضرت علی کے لئے ایسے سامان تیار کردیتا کہ آپ ہی وہ پورا تمسیر پاسکتے۔ اس سورہ شریفہ میں جو ایک ہی عظیم الشان مقصد کے لئے نوشیہ دکھ مدد کی طرح ہر خدا تعالیٰ کا اپنی نصرت و تائید کی مثال میں یوم الفرقان اسیہ کو پیش کرنا صاف بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی منشاء اور مقصد کے پورا کرنے اور اپنے حکم کے نافذ کرنے میں کسقدر قدرت رکھتا ہے اور کوئی انسانی منصوبہ اس کی تقدیر کے راہ میں روک نہیں ہوسکتا۔ جب اُس نے ارادہ کیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کامیاب کرے اور قیامت تک اُنکی ذریعہ سے اپنا جلال ظاہر کرے تو کسطرح تبلیغ زبردست گروہ کو مع انکے مددگاروں کا پاش پاش کردیا اور وہ صناد بد عرب جو جبال راسیات کہلاتے تھے آپ کی راہ سے دیمق بھی کی رو ڈیکی طرح اُڑا دیئے۔ تو کیونکر ہوسکتا تھا کہ حضرت علی کی خلافت بلافصل جو شیعہ کے زعم میں نبوۃ محمدیہ کے متمم یا روح و روان اور مقصود اصلی تھی خدا تعالیٰ کے منشاء کے موافق ہوتی اور خدا تعالیٰ کا ارادہ شیعوں کے ارادہ اور انتخاب کا تابع ہوتا اور اس طرح اسکا تختہ اٹھایا جاتا۔ یہ سورۃ مبارکہ اس بلیغ ترتیب کے جو بدر کے واقعہ کے درمیان لانے سے عیاں ہورہی ہے اس نتیجہ پر پہنچاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس طرح پہرہ تنگناف فتنوں کے درمیان صفات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرۃ کی پیش گوئی کہ اُس کا ارادہ نفاذ پاچکا تھا کہ اسلام غالب ہو اس طرح خدا تعالیٰ مقرر کرچکا تھا اور اسی بدر کے واقعہ کے بیان کرنے سے اشارہ فرمادیا تھا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جبکہ فتنوں کی کالی گھٹا رات اسلام پر محیط ہوجائے گی۔ خلافت نبوۃ بھی مظفر و منصور ہوگی۔ اس لئے کہ اگر ایسے وقت میں جبکہ عرب میں آنحضرت کی وفات کے مشہور ہوتے ہی ہر طرف ارتداد کی آگ بھڑک گئی تھی خدا تعالیٰ کی نصرۃ حضرت صدیق پر شامل نہ ہوتی تو اسلام کا بیخ و بن سے اُکھڑ جانا اُسی طرح یقینی تھا جس طرح بدر کی لڑائی میں کفار مکہ کی فتح اسلام و بانیٔ اسلام کو بنت قدم سے خاکستر کرکے بیٹھا دیتی۔

غرض یہ دلربا ترتیب اور خوبصورت نظام خدا تعالیٰ کے منشاء کو صاف صاف ظاہر کرتا اور ایمان کا جوہر دل میں رکھنے والوں کو تعلیم دیتا ہے کہ امام الناصرین قدوۃ المہاجرین بختہ المومنین الاولین ابوبکر کی خلافت نبوۃ محمدیہ کی طرح خدا تعالیٰ کے ارادہ۔ علم اور قدرۃ کے مطابق واقع ہوئی۔ ورنہ حسب وعید الٰہی وہ نعمت اُن سے اُسی طرح چھینی جاتی جیسے کفار مکہ تباہ و برباد کردیئے گئے اور آئینہ خدا تعالیٰ کی وہ مثال صادق آگئی تھی۔ قال و ضرب اللہ مثلاً قریۃ آمنۃ مطمئنۃ یاتیھا رزقھا رغدا فکفرت بانعم اللہ۔ خدا تعالیٰ نے اپنی وعدے انکے حق میں پورے کئے جو مومنوں کے ایمان اور صدق کی علامت مقرر کئے گئے تھے اور ان وعیدوں سے ان کی پاک ذات کو محفوظ رکھا جو منافقوں کافروں

ڈاکٹر صاحب کیا فرماتے ہیں

کلکتہ کے باشندے ان کو اچھی طرح جانتے ہیں اور اُن کی [illegible] کی تحریک کی - کلکتہ کے باشندوں کے لئے بہت اچھی سند ہے کیونکہ اُنھوں نے جو کچھ لکھا ہے اپنے ذاتی تجربہ سے لکھا ہے - ڈاکٹر [illegible] کے - کرجی صاحب ایل - ایم - ایس ہندوستان کے طبیبوں اور جراحوں کے مدرسہ کے علم تشریح کے معلم اور دواخانہ ۱۲ - ۱۸ - اپر کیل سٹریٹ کی گلی ہریسن روڈ کلکتہ لکھتے ہیں - گردوں مثانہ اور پیشاب کی بیماریوں کے مریضوں کو جن کو اب تک کوئی عمدہ دوا دستیاب نہیں ہوئی نا اُمید نہ ہونا چاہئے بلکہ وہ لوگ ڈوان کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں از ڈونس بک ایک کڈنی پلیس استعمال کریں کیونکہ جن مریضوں کو دوسری دواؤں نے فائدہ نہیں کیا وہاں ان گولیوں نے مرض کو دور کیا ہے - پشت میں درد ہونا گردوں کے خراب ہو جانے کی نشانی ہے کیونکہ یہ درد درحقیقت گردوں میں ہوتا ہے - دوسری علامتیں یہ ہیں - چکر آنا - درد سر - مرطوب ورم - اور رنگ کا سفید لاہونا وغیرہ - ڈوان کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں براہ راست گردوں اور پیشاب کے اعضا پر اثر کرتی ہیں - اور اس وجہ سے درد پشت دردِ مفاصل اگٹھیا پیشاب کی شکایات اور گردوں کی بیماریوں کے اصل سبب کو دور کرتی ہیں - تمام دوا فروشوں کی دوکانوں یا براہ راست ڈوان کی ادویہ [illegible] کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی [illegible] روپیہ [illegible] چھ شیشیوں کا [illegible] اگر آپ اپنے فرمائش [illegible] اخبار [illegible] فرمائش کی تعمیل [illegible] جائے گی -

آجکل دُنیا پر تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دُنیا پر آ رہی ہے [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بھی [illegible] زمانہ میں [illegible] ہو گی [illegible] زمانہ میں بھی نازل ہوئی ہو [illegible] ہندوستان [illegible] قیامت برپا کر رکھی ہے - پس جو صاحب اسکا باعث معلوم کرنا [illegible] حتی منعت [illegible] غور و خوض کریں اور [illegible] اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] شئی [illegible] فاختلطی [illegible] تریاق طاعون [illegible] حضرت [illegible] کے چند [illegible] جراثیم بدن کے اندر داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جاتے ہیں [illegible] عجیب و غریب [illegible] تجربہ کیا [illegible] گھی میں [illegible] دو [illegible] صحت [illegible] حاصل ہو گا [illegible] گذشتہ [illegible] اکرام [illegible] ایک روپیہ [illegible] ضلع لاہور [illegible] طلب [illegible]

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی نیرو طراری یعنوں کی آہ وزاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزمائیے پھر خریدئے کچھ بھی دھوکا نہ ہو - قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بیماریوں کی عموماً عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لیے یہ لاجواب مجموعہ طیار کیا ہے جس کے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہو جاتے ہیں اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جو اسرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں - قیمت فی بکس ایک روپیہ **طلا طلسمی**

پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اسی کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزمائیں قیمت چھ ماشہ دو روپیہ -

سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ -

سنون عنبر دندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام فی بکس ۴ر

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلیب کٹرہ ضلع دہلی

ایک لاکھ روپیہ تقسیم ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہیئے

(ہر درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

(سرمہ ماہ نور)

نیشن آنا - دھندلا ہو جانا اور آنکھیں صاف ہو کر کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جسنے نزول آب میں فائدہ دکھلایا ہے اور باقی امراض جالا - پھولا - دھند - غبار - ضعف بصارت - پڑبال - سفیدی - ابتدائی سرخی - ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے سب ڈاکٹروں - حکیموں اور ڈاکٹر صاحبان نے اس سرمہ کی تعریف کی ہے - حکیموں نے عمدہ دواؤں کے تو مجموعہ ہیں - ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زیادہ کو کافی ہے - ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے سے روانہ ہونگے دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہیئے -

سرمہ نور خاکی فی تولہ ۱۲ر - سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸ر

سوداگری شروع جنگ تک ہو **حضرت بالا نشین** خوش وضع ایسا کہ یقینی معلوم ہوتا ہے مستورات کے واسطے عمدہ تحفہ - جارور ... باثبات خوبصورت کپڑا ہے فی تھان طول ... اگر عرض ... قیمت صرف ... مالیات ... وی پی منگا لیا ... کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہو نی ...

المشتہر

محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ

انوار احمدیہ پریس قادیاں میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا